بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 47

شمارہ 36

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن - بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal
Registration
No:p/GDP-23

11 جمادی الاول 1419 ہجری 3 تبوک 1377 ہش 3 ستمبر 98ء

لندن ۲۹ راگست (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ان دنوں سفر پر ہیں۔ پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ حضور پر نور کا حامی و ناصر ہو اور ہر آن آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔

اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا

کلمات طیبات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

اے امیر و اور بادشاہو! اور دولتمندو! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپرواہ ہے۔ اس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو۔ یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں۔ تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو۔ انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون۔ گانجہ چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے حد سے زیادہ بد خلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے حد سے زیادہ خدا یا اُس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کیلئے حلال ہے۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی، کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا۔ یہانتک کہ مرے گا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کیلئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے، تم پر قابو نہیں پائے گا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بے قراری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم اور غصہ کے ساتھ گذریں گے خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ سو خدا کی طرف آجاؤ۔ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو۔ اور اس کے فرائض میں سُستی نہ کرو اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو۔ اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات ہے۔

اے علماء اسلام! میری تکذیب میں جلدی مت کرو کہ بہت اسرار ایسے ہوتے ہیں کہ انسان جلدی سے سمجھ نہیں سکتا بات کو سن کر اسی وقت رد کرنے کیلئے تیار مت ہو جاؤ کہ یہ تقویٰ کا طریق نہیں ہے۔ اگر تم میں بعض غلطیاں نہ ہوتیں اور اگر تم نے بعض احادیث کے اُلٹے معنی نہ سمجھے ہوتے تو مسیح موعود کا جو حَکم ہے آنا ہی لغو تھا۔ تم سے پہلے یہ عبرت کی جگہ موجود ہے کہ جس بات پر تم نے زور مارا ہے اور جس جگہ تم نے قدم رکھا ہے۔ اسی جگہ یہودیوں نے رکھا تھا یعنی جیسا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو۔ وہ بھی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ مسیح تب آئے گا جب کہ پہلے الیاس نبی جو آسمان پر اُٹھایا گیا، دوبارہ دنیا میں آجائے گا اور جو شخص الیاس کے دوبارہ آنے سے پہلے مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور وہ نہ صرف احادیث کی رو سے ایسا خیال رکھتے تھے بلکہ خدا کی کتاب کو جو صحیفہ ملاکی نبی ہے اس ثبوت میں پیش کرتے تھے لیکن جب حضرت عیسیٰؑ نے اپنی نسبت یہودیوں کے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا اور الیاس آسمان سے نہ اُترا جو اس دعویٰ کی شرط تھی تو یہ تمام عقیدے یہودیوں کے باطل ثابت ہو گئے اور وہ جو یہودیوں کے خیال میں تھا کہ ایلیا نبی بجسمہ العنصری آسمان سے نازل ہو گا اس کے آخر کار یہ معنے کھلے کہ الیاس کی خو اور طبیعت پر کوئی دوسرا شخص ظاہر ہو جائے گا۔ اور یہ معنی حضرت عیسیٰ نے خود بیان فرمائے جن کو دوبارہ آسمان سے اتار رہے ہو۔ پس تم کیوں ایسی جگہ ٹھوکر کھاتے ہو جس جگہ تم سے پہلے یہود ٹھوکر کھا چکے ہیں تمہارے ملک میں ہزارہا یہودی موجود ہیں۔ تم ان کو پوچھ کر دیکھ لو کہ کیا یہود کا یہی اعتقاد نہیں جو اب تم ظاہر کر رہے ہو۔ پس وہ خدا جس نے عیسیٰ کی خاطر ایلیا نبی کو آسمان سے نہ اُتارا اور یہود کے سامنے اس کو تاویلوں سے کام لینا پڑا، وہ تمہاری خاطر کیونکر عیسیٰ کو اتارے گا۔ جس کو تم دوبارہ اتارتے ہو اسی کے فیصلہ سے تم منکر ہو۔ اگر شک ہے تو کئی لاکھ عیسائی اس ملک میں موجود ہیں، اور ان کی انجیل بھی موجود، ان سے دریافت کر لو، کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے یہی کہا تھا کہ ایلیا جو دوبارہ آنے والا تھا، وہ یوحنا ہی ہے یعنی یحیٰی، اور اتنی بات کہہ کر یہود کی پرانی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اگر اب یہ ضروری ہے کہ عیسیٰ نبی ہی آسمان سے آوے تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ سچا نبی نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ اگر آسمان سے واپس آنا سنت اللہ میں داخل ہے تو الیاس نبی کیوں واپس نہ آیا اور کیوں اس جگہ یحییٰ کو الیاس ٹھہرا کر تاویل سے کام لیا گیا۔ عقلمند کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے۔ کشتی نوح صفحہ 97-96 (1986)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان : :

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان اداریہ 3 ستمبر 1998

حوصلے بلند ہیں!

راقم الحروف کو گزشتہ دنوں وادی گلپوش کشمیر کی بعض احمدیہ جماعتوں کا دورہ کرنے کا موقع ملا۔ ضلع اننت ناگ کے گاؤں چک میں مجلس خدام الاحمدیہ کشمیر کا سالانہ اجتماع تھا گاؤں میں داخل ہوتے ہی محسوس ہوا کہ کشمیر کے احمدی نوجوانوں میں اس دینی اجتماع کے انعقاد کیلئے بے حد جوش و جذبہ ہے گاؤں کی ابتداء سے ہی مختلف تبلیغی و تربیتی عبارات پر مشتمل نہایت خوبصورت بینرز جہاں اجتماع کے بنیادی مقاصد کی نشاندہی کر رہے تھے وہیں اجتماع گاہ کی طرف راہنمائی کیلئے بھی یہی بینر کافی تھے۔

ہم جب پہنچے تو مسجد کے قریب گراؤنڈ میں اجتماع کا پروگرام جاری تھا اور احباب افتتاحی پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر سننے کیلئے نہایت خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ دوران اجتماع ہر طرف اسلامی ماحول اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کیلئے نوجوانوں کی فدائیت اور جوش و جذبہ قابل دید تھے۔

اجتماع کے بعد وادی کی بعض جماعتوں کا تربیتی دورہ تھا چنانچہ جس جماعت میں بھی ہم گئے احباب نے مرکزی وفد کو فراخدلی سے خوش آمدید کہا۔ تربیتی اجلاسات کے علاوہ احمدیہ تعلیم الاسلام سکولز میں بھی اجلاسات ہوتے رہے۔ ہر جگہ کافی پُر اُمید رنگ میں بہت کچھ دیکھنے کو ملا۔ یوں لگا اُبھرتے ہوئے نوجوان روشن مستقبل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کا استقبال کرنے کی بھرپور تیاریوں میں مگن ہیں۔ الحمد للہ کہ وادی میں احمدیہ سکولز کا تعلیمی معیار بہت سے گورنمنٹ سکولوں اور مقامی مدارس سے کہیں بہتر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ احمدیوں کی نسبت غیر از جماعت بچے کثیر تعداد میں دور دور کی بستیوں سے پڑھنے کیلئے آتے ہیں اور بعض نے تو صرف تعلیم کی خاطر سکول کی قریبی بستیوں میں اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں رہائش اختیار کی ہوئی ہے۔

کشمیر کے احمدی احباب کے دلوں میں سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے چنانچہ جلسوں میں جب بھی آنحضرت ﷺ کی شان میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھا جاتا یا کوئی احمدی شاعر اپنا نعتیہ کلام پیش کرتا تو احباب نہایت دھیمی اور پُر سوز آواز میں اسے دہراتے اور عشق محمدی میں زار و قطار روتے اور یوں معلوم ہوتا کہ احمدیت سے انہوں نے عشق محمدی کا سرمایہ خوب جی کھول کر حاصل کیا ہے۔ انصار اللہ کے اجتماع میں جناب غلام نبی ناظر اور جناب بشیر احمد زائر کا نعتیہ کلام خوب رہا۔ انصار اللہ کشمیر کا سالانہ اجتماع جو درختوں سے ڈھکے ہوئے سبز پوش پہاڑ کے دامن میں آسنور کی احمدیہ بستی میں تھا نہایت کامیاب رہا جماعت کے افراد نے اس کو تربیتی اعتبار سے روحانی غذا قرار دیا۔

اگرچہ انصار کا اجتماع تھا لیکن ڈیوٹیاں دینے اور والہانہ استقبال کرنے میں خدام بھی کسی طرح پیچھے نہیں تھے۔

وادی کے غیر از جماعت بھی نہایت بااخلاق اور ملنسار ہیں۔ ہوٹلوں میں راستوں پر جب بھی کسی اجنبی سے ملاقات ہوئی اور انہیں معلوم ہوا کہ ہم قادیان دارالامان سے آئے ہیں تو ان کی آنکھوں میں جستجو کی ایک ایسی چمک دیکھنے کو ملی جو عجیب قسم کی خوشی کے احساس کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی وہ ہمیں نہ جانتے ہوئے بھی اپنے گھروں میں بلانے اور چائے پلانے پر آمادہ نظر آئے۔ دوران دورہ ہمیں کوئی ایک بھی ایسا آدمی نہیں ملا جس نے قادیان کا نام سن کر اجنبیت یا نفرت کا اظہار کیا ہو چنانچہ اس مرتبہ دو مقامات پر تبلیغی نشستوں کا بھی انعقاد ہوا جو نہایت مفید رہیں الحمد للہ۔ خدام و انصار کے سالانہ اجتماعات میں یہ جان کر خوشی ہوئی کہ بعض احباب میں تبلیغ کا جذبہ بیدار ہوا ہے۔ جس کے پھل بھی اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرما رہا ہے۔

وادی میں چند ماہ قبل یوپی سے گئے بعض دیوبندی ملاؤں نے اپنے نام نہاد فتووں۔ پوسٹروں اور غلاظت بھری تقریروں کے ذریعہ فضا کو خراب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن بفضلہ تعالیٰ وادی کے ذی شعور عوام نے ان ملاؤں کو یہ کہتے ہوئے نظر انداز کر دیا کہ وہ وادی کے پُر امن ماحول کو مت خراب کریں یہاں تک سنا ہے کہ بعض غیر احمدی نوجوانوں نے ہی دیوبندیوں کے پوسٹروں کو پھاڑ کر پھینک دیا۔

اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ وادی میں پھر سے زندگی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں سیاحوں نے آنا شروع کر دیا ہے چنانچہ ہم نے بھی فائدہ اٹھا کر آسنور کی احمدیہ بستی سے قریباً ۱۴ کلو میٹر دور اہربہ بل کے واٹر فال کا نظارہ کیا۔ گذشتہ سال سیلاب کی وجہ سے اگرچہ اس واٹر فال کی شکل کچھ بدل چکی ہے لیکن یہ منظر اب بھی نہایت حسین اور جاذب نظر ہے یہ واٹر فال پہاڑ سے اتر کر کم و بیش تین سو فٹ نیچے ہے اس سے فائدہ اٹھا کر حکومت نے یہاں ایک نہر بھی نکالی ہے۔

سرینگر میں جھیل ڈل اور اس میں موجود خوبصورت شکارے (ہاؤس بوٹس) سیاحوں کی جاذبیت کا خصوصی مرکز ہیں ہم نے بھی رات کے وقت شکارے کے ذریعہ نہرو گارڈن تک سفر کیا نہرو گارڈن جھیل ڈل میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جسے سیاحوں کیلئے نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا ہے۔

سری نگر کے مواضعات میں اہردن۔ شالیمار و نشاط باغ دیکھنے کے قابل ہیں اگرچہ ان کی پہلے جیسی رونق نہیں رہ گئی لیکن پھر بھی غنیمت ہیں ان دنوں قسما قسم کے پھولوں سے یہ باغ خوب سجے سنورے ہیں۔ سری نگر میں چونکہ قیام مختصر تھا اس لئے اسی پر اکتفا کرتے ہوئے ہم نے وادی کو الوداع کہا اور دیو قامت پہاڑوں کا سفر طے کرتے ہوئے واپس لوٹ آئے۔

خاکسار اور خاکسار کے اراکین سفر محترم عبد الحمید صاحب ٹاک امیر صوبائی کشمیر محترم مولانا غلام نبی صاحب نیاز انچارج مشنری سری نگر کے بے حد ممنون ہیں کہ وہ اس سفر میں ہمارے ساتھ رہے اور ہر طرح ہمارا خیال رکھا بعض جگہوں پر محترم مولانا عبد الرشید صاحب ضیاء بھی شریک سفر رہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزا

ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وادی گلپوش کو جسمانی خوبصورتی کے ساتھ احمدیت کی روحانی خوبصورتی سے بھی مالا مال کر دے۔ جس کے آثار بہت واضح رنگ میں اب نظر بھی آرہے ہیں۔!!!

(منیر احمد خادم)

زکوٰۃ

☆۔ "زکوٰۃ" اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔

☆۔ ہر صاحب نصاب مسلمان مرد اور عورت پر "زکوٰۃ" کی ادائیگی فرض ہے۔

☆۔ "زکوٰۃ" مومنوں کے اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

☆۔ ادائیگی "زکوٰۃ" کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

☆۔ یہ صرف روحانی بیماریوں ہی کا علاج نہیں بلکہ ظاہری تکالیف اور مصائب و آلام سے بھی نجات پانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

☆۔ کوئی بھی دوسرا چندہ "زکوٰۃ" کا قائمقام متصور نہیں ہو سکتا۔

☆۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی رو سے "زکوٰۃ" کی تمام تر قوم مرکز میں آنی چاہئیں۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی دسویں مجلس مشاورت مورخہ ۸ / دسمبر ۱۹۹۸ء کو منعقد ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان کے معاً بعد مورخہ ۸ / دسمبر ۹۸ء بروز منگل جماعتہائے احمدیہ بھارت کی دسویں مجلس مشاورت کا انعقاد عمل میں آئے گا۔

۱۔ جملہ امراء و صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ ۳۰ / اکتوبر تک شوریٰ کے نمائندگان کا انتخاب کروا کے منتخب نمائندوں کی فہرست خاکسار کو بھجوا دیں۔

۲۔ شوریٰ میں پیش ہونے والی تجاویز کے متعلق صدر انجمن احمدیہ قادیان نے فیصلہ فرمایا ہے کہ ۳۰ / ستمبر تک موصول ہونے والی تجاویز کو ہی زیر غور لایا جا سکے گا۔ کیونکہ متعلقہ نظارتوں وغیرہ سے رپورٹ لیکر ان تجاویز کو فائنل کرنا ہوتا ہے لہٰذا امراء و صدر صاحبان جماعتوں کے مشورہ کے بعد تجاویز ۳۰ / ستمبر سے پہلے پہلے بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت قادیان)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت ۹۸-۱۹۹۷ء

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ۲۹ واں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا ۲۰ واں سالانہ اجتماع بروز منگل، بدھ، جمعرات ۱۳-۱۴-۱۵ اکتوبر کو قادیان میں منعقد ہوگا۔ مجالس ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں۔ اس اجتماع میں ہر مجلس کی نمائندگی ضروری ہے۔ پروگرام کے متعلق تفصیلی سرکلر مجالس کو قبل ازیں بھجوا دیا گیا ہے۔

مجلس شوریٰ:- اس موقعہ پر مجلس شوریٰ بھی منعقد ہوگی۔ جس میں آئندہ دو سال کیلئے صدر مجلس کا انتخاب بھی عمل میں آئے گا۔ لہٰذا تمام قائدین اپنی اپنی مجلس سے قواعد کے مطابق شوریٰ کے نمائندگان کا انتخاب کروا کر دفتر کو اطلاع کر دیں۔

شوریٰ سے متعلق تجاویز ماہ ستمبر کے آخری ہفتہ تک دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت میں پہنچ جانی چاہئے۔ شوریٰ میں وہی تجاویز پیش ہو سکتی ہیں جو مقامی مجلس عاملہ کی منظوری کے ساتھ بھجوائی گئی ہوں۔

(صدر اجتماع کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

مجلس شوریٰ انصار اللہ بھارت

تمام زعماء کرام و ناظمین کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ سالانہ اجتماع منعقدہ 12-11 اکتوبر 98 کے موقع پر سالانہ مجلس شوریٰ کیلئے اگر کوئی تجویز بھجوانی مقصود ہو تو اپنی مجالس عاملہ میں پیش کر کے 30 ستمبر 98 تک ارسال کریں تاخیر سے بھیجی جانے والی تجاویز پر غور نہ ہو سکے گا۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ بھارت)

ارشاد نبوی
خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰی
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹک لین کلکتہ 700001
دکان-248-5222, 248-1652
رہائش-243-0794, 27-0471

خطبہ جمعہ

اپنی اولادوں کی طرف خاص طور پر توجہ کریں

بچوں کو بچپن ہی سے تقویٰ کی تعلیم دی جائے گی تو یہ امید کی جاسکتی ہے کہ

آپ متقیوں کے امام بنیں گے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۳/جولائی ۱۹۹۸ء بمطابق ۳/وفا ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام سان ہوزے (یو-ایس-اے)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ **بدر** اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

اشهد ان لا اله إلا الله وحده لا شريك له واشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الحَيٰوةُ الدُّنيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِينَةٌ وَّ تَفَاخرٌ وَتَكَاثُرٌ فِى الاَموَالِ وَالاَولاَدِ. كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الكُفَّارَ نَبَاتُه ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا. وَ فِى الاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّ مَغْفِرَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ. وَ مَا الحَيٰوةُ الدّنيَا اِلَّا مَتَاعُ الغُرُوْرِ۔(سورۃ الحدید آیت ۲۱)

اس کا ترجمہ جو تفسیر صغیر میں کیا گیا ہے پہلے میں وہ آپ کو پڑھ کے سناتا ہوں۔ اے لوگو جان لو کہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل ہے اور دل بہلاوا ہے اور زینت حاصل کرنے اور آپس میں فخر کرنے اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں بڑائی جتانے کا ذریعہ ہے۔ اس کی حالت بادل سے پیدا ہونے والی کھیتی کی سی ہے جس کا آغاز میندار کو بہت پسند آتا ہے اور وہ خوب لہلہاتی ہے مگر آخر تو اس کو زرد حالت میں دیکھتا ہے پھر اس کے بعد وہ گلا ہوا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب مقرر ہے اور بعض کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضائے الٰہی مقرر ہے اور ورلی زندگی صرف ایک دھوکے کا فائدہ ہے۔

اس آیت اور اس کے علاوہ کچھ آیات کے مضمون کی طرف میں ابھی کچھ ٹھہر کے لوٹوں گا۔ سب سے پہلے میں بعض متفرق باتیں کرنی چاہتا ہوں جو عموماً سفر کے آخری جمعہ میں کی جاتی ہیں۔ عمومی تاثرات جو جماعت امریکہ کے سفر کے دوران میرے دل پہ پیدا ہوئے اور بھی بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کے تفصیلی ذکر کی گنجائش تو نہیں مگر اشارۃً میں انہیں سمیٹنے کی کوشش کروں گا۔ سب سے پہلے تو یہ کہ جماعت احمدیہ امریکہ کے اس سفر میں مجھے ہر قسم کے تجربے ہوئے ہیں، تلخ بھی اور پسندیدہ بھی۔ جہاں تک تلخ تجارب کا تعلق ہے اپنے گزشتہ خطبے میں جو واشنگٹن میں میں نے دیا تھا ان کا ذکر کر چکا ہوں اور ایک تنبیہ کرنی تھی آگے استفادہ کرنا یا نہ کرنا یہ ہر شخص کا اپنا کام ہے۔ میرا فرض تو اتنا ہی ہے جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذمہ داری تھی کہ بلاغ کرو، پہنچادو اور اتنا پہنچاؤ کہ سننے والے کے لئے گنجائش نہ رہے کہ وہ پھر تاویلیں کر سکے۔ اصل معنی بلاغ کا یہ ہے۔ تو جہاں تک میرا بس چلا میں نے اس رنگ میں بات پہنچانے کی کوشش کی کہ سننے والوں کیلئے تاویلوں کی گنجائش نہ رہے۔ مگر تاویلیں کرنے والوں کا اپنا ایک رنگ ہوا کرتا ہے اور جن کی تاویل کی عادت ہے ان کے متعلق قرآن کریم بیان کرتا ہے کہ انہوں نے تاویلیں کرنی ہی ہیں۔ لیکن اصل حقیقت کو، اگر غور کریں، تو سمجھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ولو القی معاذیرہ انسانی فطرت عجیب ہے خواہ بڑے بڑے عذر گھڑے اور تراشے اور پیش کرے مگر دل کا حال خود انسان جانتا ہے اور اگر کبھی وہ ٹھنڈے دل سے غور کرے تو اس کو حقیقت حال کی سمجھ آسکتی ہے۔ تو جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے اپنی طرف سے یہی کوشش کی کہ جو عذر گھڑنے والے ہیں ان کو بھی ایک دفعہ جھنجھوڑ کے جگادوں کہ کبھی اپنے دل کی کیفیت پر اس طرح تو غور کرو جیسے قرآن کریم نے فرمایا ہے اور اس غور کے نتیجے میں تم ضرور جاگ جاؤ گے اور سمجھ لو گے کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

ب میں آپ کے سامنے عمومی تاثر بیان کرتا ہوں۔ **جماعت امریکہ کا جو خوشکن پہلو میرے سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں بھاری تعداد عوام الناس کی ایسی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے چندے میں اپنا معاملہ صاف رکھے ہوئے ہیں۔** چھوٹے تنخواہ دار، چھوٹی تجارت کرنے والے، وہ لوگ جو غربت اور امارت کے بارڈر پر رہتے ہیں اکثر امریکہ کی جماعت کی جو مالی کامیابیاں ہیں ان کا انحصار ان لوگوں پر ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی بھاری تعداد ایسی ہے جو اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والی ہے۔ اور یہ تاثر بھی نہ ہو کہ بعض پروفیشنل اور بعض بڑے تاجر کلیۃً اپنی ذمہ داریوں سے بے پرواہ ہیں۔ میں نام بنام جانتا ہوں ان لوگوں کو جن کے چندے سالہا سال سے بالکل صاف اور ستھرے ہیں۔ وہ چندوں کی صورت میں لاکھوں باقاعدہ ہر سال ادا کرتے ہیں اور پسند نہیں کرتے کہ ان کے نام اچھالے جائیں۔ علاوہ ازیں ان کو طوعی چندوں میں بھی خدمت کا بہت موقع ملتا ہے۔

اس لئے اگر باہر کی دنیا نے میرے پچھلے خطبے سے یہ اندازہ لگایا ہو کہ نعوذ باللہ امریکہ ان لوگوں سے عاری ہے جن کو خدا نے کھلا دل عطا کیا اور پھر وہ خدا کی خاطر کھلا خرچ کریں، ہرگز ایسی بات نہیں۔ مگر بد قسمتی سے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جن کو توفیق بڑی ملی لیکن دل چھوٹے تھے اور وہ توفیق کے مطابق اپنے دینے والے کی خدمت میں کچھ پیش نہ کر سکے۔ تو یہ خلاصہ ہے جو میں آپ سے زیادہ باہر کی دنیا کو سنا رہا ہوں کیونکہ امریکہ کے متعلق گزشتہ کئی سالوں میں مختلف خطبات میں میں یہ بار بار اعلان کر تا رہا ہوں کہ بہت سے چندوں میں امریکہ کی جماعت دنیا کے اکثر حصے کو پیچھے چھوڑ چکی ہے۔ اس تاثر کے بعد جو میرا گزشتہ خطبہ سنیں گے تو مجھے خطرہ ہے کہ بالکل غلط تاثر لے لیں گے۔ جو میرا تاثر ہے وہ غلط نہیں ہے مگر جو عمومی صورت حال ہے امریکہ کی قربانیوں کی وہ اپنی جگہ قابل تعریف ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے بڑی بھاری تعداد ان میں ان لوگوں کی ہے جو درمیانے حال پر ہیں اور خرچ کرتے ہیں تو اس کی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ تکلیف سے مراد یہ ہے کہ اس کی تنگی محسوس کرتے ہیں مگر اس کے باوجود خوش ہوتے ہیں کیونکہ اللہ کی راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔

دوسرا پہلو نئی نسلوں سے تعلق رکھنے والا ہے۔ اس کی بات میں اس آیت کی تشریح کے بعد کروں گا کیونکہ میرے نزدیک اس آیت کریمہ کی طرح جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا براہ راست تعلق امریکہ کے معاشرے سے ہے اور دنیا میں کسی اور جگہ یہ آیت اتنا اطلاق نہیں پاتی جتنا امریکہ کے معاشرے پر اطلاق پاتی ہے۔

فرمایا، اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الحَيٰوةُ الدُّنيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ جان لو، سمجھ لو اس بات کو کہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل تماشہ ہے، دل بہلاوا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جتنا کھیل تماشہ امریکہ کا معاشرہ پیش کرتا ہے اس سے زیادہ آپ کو دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ ان کی ٹیلی ویژن جھوٹی، ان کے ذرائع ابلاغ جھوٹے۔ کسی زمانے میں تو یہ کارٹون وغیرہ جو پیش کیا کرتے تھے وہ اصلیت پر مبنی ہوا کرتے تھے اور اصلی کردار والے مزاحیہ لوگ اس میں پیش ہوا کرتے تھے۔ اب تو ساری باتیں فرضی گھڑی ہوتی ہیں۔ کمپیوٹر کے ذریعے جو چاہیں بنالیں اور اس کا ہماری اگلی نسلوں پر بہت بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ اگلی نسلیں جو عادی ہو چکی ہیں

کمپیوٹر کی کھیلیں دیکھنے کی ان کے دماغ میں کسی اور چیز کی اہمیت ہی باقی نہیں رہتی۔ اگر ایسے بچوں کے ماں باپ ان کو ایم ٹی اے پر ساتھ بٹھا بھی لیں گے تو وہ لوپری اوپری چیزیں دکھائی دیں گی ان کو۔ دل اسی میں اٹکا رہتا ہے کہ وہ جو فرضی کھیلیں ہیں آسمانی مخلوق جن کا کوئی ذکر ہی، کوئی وجود ہی کوئی نہیں، اچانک کمپیوٹر کے ذریعے اٹھ کھڑے ہونے والے جنّات ان سب باتوں میں ان کا دل اٹکا رہتا ہے۔ اور وہ عمر جو Impressionable عمر ہے جس میں گہرے تاثرات قائم ہوتے ہیں اس عمر میں ان کے گہرے تاثرات ایک فرضی کہانی کے سوا اور کوئی نہیں رہتے۔ ساری دنیا ایک کھیل تماشہ ہے۔ یہ اطلاق کہ سب دنیا کھیل تماشہ ہے، یہ پیغام ہے جو امریکہ کے ذرائع ابلاغ آپ سب کو، آپ کے سب بچوں کو دے رہے ہیں اور اپنا کیا حال ہو گیا ہے اس کے نتیجے میں، سب اکھڑے ہوئے ہیں۔

ملاقات کے دوران یہ بھی مجھے تجربہ ہوا کہ بہت سے امریکن احمدی مجھے ملنے کے لئے آئے اور جب ان سے گفتگو کی تو بظاہر خوشکن لیکن ہر ایک کا دل دکھی تھا۔ ان کی کوئی عائلی زندگی نہیں تھی، تھی تو ٹوٹ چکی تھی۔ اعتبار اٹھ چکے ہیں۔ نہ خاوند کو بیوی پر اعتبار، نہ بیوی کو خاوند پر اعتبار اور ایک فرضی تصور، اطمینان کے تصور میں وہ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ کچھ پتہ نہیں کہ کیا انجام ہو گا۔ بہت بڑی بڑی عمر کے آدمی بھی دیکھے جو شادی سے محروم تھے کیونکہ ان کی ابتدائی زندگی احمدیت کے قبول کرنے سے پہلے عیش و عشرت کی تلاش میں دوڑنے میں خرچ ہو گئی اور اب اس عمر کو آپہنچے ہیں کہ کوئی ان سے شادی کرنے کو تیار نہیں ہے۔ **تو بہت سی ایسی مصیبتیں ہیں جو امریکن زندگی کی پیداوار ہیں اور اس پہلو سے اس آیت کا اطلاق ان پر ہوتا ہے۔** جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے یہ جو زینت ہے یہ آخر تفاخر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ لہو ولعب جو ہے یہ زینت میں اور زینت تفاخر میں بدل جاتی ہے۔ آخری ماحصل یہ رہ گیا کہ میرے پاس اچھی کوٹھیاں ہیں، اچھے محلات ہیں، اچھی دنیا کی زینت کے سامان ہیں۔ یہاں تک تو کچھ قابل قبول تھا مگر جب یہ تفاخر بن جائے، ایک دوسرے پر فخر کا ذریعہ بن جائے تو وہاں سے پھر خرابی بہت گہری ہو جاتی ہے۔

وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ اور دوڑ مال بڑھانے کی دوڑ ہو جائے۔ ہر شخص کی کوشش ہو کہ میرا مال بڑھے اور دوسرے سے زیادہ ہو تا کہ مال کی برتری کا مزہ لوٹوں۔ وَالْأَوْلَادِ اور اولاد کے بڑھنے کا بھی ان معنوں میں کہ اولاد کی طاقت بڑھے، ان معنوں میں اولاد کے بڑھنے کا بھی ایک Craze جس کو کہتے ہیں، جنون ہو جاتا ہے کہ مال بھی بڑھیں، اولاد بھی بڑھے اور ہم دنیا کی نظر میں اونچے اٹھ جائیں اور اپنی سوسائٹی

NEVER BEFORE
GUARANTEED PRODUCT
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Sonikya
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان : 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

کے مقابل پر ان کو ہم نیچا دکھیں۔ یہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ دنیا کی زندگی ہے مگر یاد رکھو كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ایک بارش کی طرح ہے جس سے روئیدگی نکلتی ہے، سبزہ نکلتا ہے جب وہ زمین پر پڑتی ہے اور جو ناشکرے لوگ ہیں یا انکار کرنے والے۔ یہاں کُفّار کا لفظ وسیع معنوں میں ہے۔ وہ لوگ جو اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والے ہیں وہ اس روئیدگی کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں دیکھو ہماری دنیا کی محنت کیسا کیسا پھل لائی ہے۔ پھر وہ زرد رُو ہو جاتی ہے، اس کی رونق جاتی رہتی ہے فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا وہ خشک ہو کر زرد رُو ہو جاتی ہے اور تو اس لہلہاتی کھیتی کو مُصْفَرًّا دیکھتا ہے ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا پھر وہ کٹے ہوئے گھاس پھوس کی طرح ہو جاتی ہے۔

وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ اس دنیا میں بھی ایک عذاب ہے ان لوگوں کے لئے کہ اپنی سرسبز اور شاداب ہوتی کھیتی کو وہ لہلہاتی ہوئی دیکھنے کے بعد، يَهِيْجُ کے لفظ میں لہلہانے کا مضمون ہے خوب موجیں مارتی ہے، ہواؤں کے ساتھ ہلتی ہے، جب وہ زرد حالت میں دیکھتا ہے تو اس وقت اسے صدمہ پہنچتا ہے ساری دنیا کی محنت اکارت گئی اور پھر جب وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے، چورہ چورہ ہو جاتی ہے تو پہلا عذاب تو یہ ہے جو وہ دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے پھر فرمایا آخرت میں بھی ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب مقدر ہے اور بعض کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضا ہے یعنی یہ صورت حال سب پر برابر چسپاں نہیں ہوتی۔ بعض خدا کے بندے مستثنیٰ ہیں۔ وہ ایسے معاشرے میں رہتے ہیں اس کے بد اثرات سے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں، ان کو بھی دنیا کی زندگی کے انعامات ملتے ہیں لیکن اپنی آنکھوں کے سامنے اسے لہلہانے کے بعد زرد رُو ہوتا نہیں دیکھتے۔ فرمایا ایسے لوگوں میں سے کچھ وہ لوگ ہیں کہ جن کے لئے مغفرت بھی ہے اور رضوان بھی ہے۔ اللہ ان سے بخشش کا سلوک فرمائے گا اور ان سے راضی ہو جائے گا لیکن بعض ایسے بھی ہیں وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ کہ جن کی یہ دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے کچھ بھی ان کے لئے نہیں رہے گی۔ دھوکہ بھی وہ جو عارضی ہے۔

اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ آگے ایک تنبیہ کی صورت میں ان لوگوں کے لئے پیش کرتا ہے۔ فرمایا يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے نفسوں کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہونگے اور پتھر ہونگے۔ انسان سے مراد تو سب سمجھتے ہیں۔ جہنم کے اندر پتھر ڈالنے سے پتھر کو تو کوئی سزا نہیں ملتی، پتھر سے مراد وہ سخت دل لوگ ہیں جن پر کوئی نصیحت اثر نہیں کیا کرتی۔ وہ پتھر جو خدا کے تصور کے ساتھ پارہ پارہ نہیں ہوتے جبکہ بعض پتھر ایسے بھی ہیں جن کو قرآن کریم نے اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو کے، ریزہ ریزہ ہو کے گر جاتے ہیں مگر یہ پتھر وہ ہیں جن پر اللہ کی آیات پڑھی جائیں تو ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ان کے لئے فرمایا عَلَيْهَا مَلٰئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ۔ ایسی جہنم پر ایسے خدا کے فرشتے مقرر ہونگے جو بہت شدید ہونگے یعنی ان کی پکڑ سے کوئی باہر نہیں نکل سکتا۔ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ کہ وہ غِلَاظٌ بھی ہیں اور شِدَادٌ بھی ہیں۔ غلیظ اس چیز کو کہتے ہیں جو آپس میں اتنی سختی سے جڑی ہوئی ہو کہ اس کو پار کرنے کی کوئی صورت ہی نہ ہو۔ تو ان کی پکڑ بہت سخت ہو گی اور کسی کو بچنے کی راہ نہیں ہو گی۔ اور شِدَادٌ ہونگے اس لئے کہ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وہ شدید ہونگے اپنے دل کی سختی کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کو بنایا ایسا گیا ہے کہ اللہ نے جو ان کو حکم دیا وہ انہوں نے ضرور پورا کرنا ہے اس کو پورا کئے بغیر ان میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ اس سے ہٹ سکیں، کسی اور طرف رخ کر سکیں۔ جیسا کہ فرمایا و یفعلون ما یؤمرون وہ وہی کرتے ہیں جس کا حکم دیا جاتا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ۔ اے وہ لوگو جنہوں نے کفر کیا آج کے دن کوئی عذر پیش نہ کرو کیونکہ عذر کا وقت گزر چکا ہے۔ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یقیناً تمہیں اسی چیز کی جزاء دی جا رہی ہے جو تم کیا کرتے تھے۔ اسکے بعد ایک اور سورۃ المنافقون کی یہ آیت آپ کے لئے قابل توجہ ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ اے مومنو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولادیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اکثر خدا کے ذکر سے غافل ہونے والے لوگ وہ ہیں جن کی اپنی اولاد کی اور مال کی محبت خدا سے غافل کر دیا کرتی ہے اور جن کا نقشہ میں پہلے کھینچ چکا ہوں بعینہ وہی ہیں۔ مال کی محبت اور اولاد کی محبت ایسا چڑھ جاتی ہے دماغ پر کہ کسی اور چیز کی ہوش نہیں رہنے دیتی۔ ایسے لوگ خدا کا ذکر کر ہی نہیں سکتے۔ ایسے لوگ فرض طور پر، سرسری طور پر خدا کا ذکر کریں بھی تو وہ ذکر دل میں ڈوبتا نہیں ہے اور دلوں کی کیفیت کو تبدیل نہیں کرتا۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ جو بھی ایسا کرے گا وہی لوگ ہیں جو بہت گھاٹا کھانے والے ہونگے۔ تو قرآن نے تو کوئی گنجائش نہیں چھوڑی بچ نکلنے کی کہ انسان عذروں کی تلاش کر کے کہیں نہ کہیں

اپنا منہ چھپاسکے۔

قرآن کریم نے انسانی فطرت کے ہر پہلو کو اجاگر کر دیا ہے، مضمون کے ہر حصے کو کھول کر بیان کر دیا ہے جیسا کہ فرمایا وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَکُم خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْراً (سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۲) اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ اب یہ بہت غور طلب آیت ہے اس پہلو سے کہ عرب اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہیں کیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں یہ دستور نہیں تھا۔ اگر قتل کرتے تھے تو لڑکیوں کو قتل کیا کرتے تھے اور وہ بے عزتی کے ڈر سے قتل کیا کرتے تھے مگر سارے عرب میں کہیں آپ کو یہ رواج نہیں دکھائی دے گا کہ مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل کرتے ہوں۔

یہ دراصل آئندہ زمانے کی ایک پیشگوئی ہے جسے ہم پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ بہت سے ایسے خاندان میں نے دیکھے ہیں جو باوجود اس کے کہ اپنی اولاد کی عظمت چاہتے ہیں، اس کی بڑائی چاہتے ہیں مگر زیادہ بچے نہیں چاہتے تاکہ جائیداد زیادہ لوگوں میں تقسیم نہ ہو اور تھوڑے رہیں اور پھر صاحب دولت ہوں۔ یہ وہ فطرت انسانی ہے جس کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے۔ لَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَکُم خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ اولاد بننے کے بعد ان کو قتل نہیں کیا جاتا، احتیاطیں برتی جاتی ہیں جیسے آج کل فیملی پلاننگ ہے اور فیملی پلاننگ میں خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ایک ضروری پہلو ہے۔ تمام دنیا میں یہ قومیں غریبوں کو یہ نصیحت کرتی ہیں کہ اولاد کم پیدا کرو تاکہ تمہاری غربت دور ہو۔ اور یہ جھوٹ ہے کیونکہ غریبوں کی اولاد زیادہ ہو تو غربت دور ہوا کرتی ہے۔ کہیں دنیا میں غریبوں کی اولاد ان پر بوجھ نہیں بنا کرتی وہ تو اپنے ماں باپ کا سہارا بنتی ہے۔

تو فرمایا لَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَکُم خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ویسے ہی بے وقوفی ہے غربت کے ڈر سے اولادیں قتل کرو گے تو اور بھی غریب ہو جاؤ گے اور جیسا کہ میں مثال دینے لگا تھا چین کی مثال ہے۔ غربت کے ڈر سے قانون بنائے، اولادیں قتل کرتے لیکن اس کا کوئی بھی فائدہ چینی اقتصادیات کو نہیں پہنچا۔ یہ ایک تفصیلی مضمون ہے میں نے بہت گہرا جائزہ لیا ہے اِمْلَاق کی وجہ سے اولادیں کم کرنے کا کوئی بھی فائدہ ان کو نہیں پہنچا بلکہ غریب لوگوں نے قوانین کو بالائے طاق رکھتے ہوئے زیادہ بچے اس غرض سے پیدا کئے۔ چنانچہ بعض چینی خاندانوں میں سات سات، آٹھ آٹھ، دس دس بچے ہیں کہ وہ جانتے تھے کہ اس سے ہماری غربت دور ہو گی اور بچپن سے ہی ان کو کاموں پہ لگایا اس کے نتیجے میں خاندان کی مجموعی طاقت، دولت میں اضافہ ہو گیا۔

لیکن اللہ فرماتا ہے نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ رزق تو ہم دیتے ہیں ان کو بھی اور تمہیں بھی اس لئے کس گمان میں بیٹھے ہو کہ رزق تمہاری چالاکیوں کی کمائی ہے۔ اللہ ہی ہے جب وہ فیصلہ فرماتا ہے کسی کو رزق دینے کا تو رزق دیتا ہے اور جب نہیں فیصلہ فرماتا تو رزق نہیں دیتا۔ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْراً خدا کے نزدیک ایسے بچوں کا قتل بہت بڑا گناہ ہے۔ لیکن اس قتل سے مراد کچھ اور بھی ہے۔ ایسے بچوں کا روحانی قتل بھی اسی آیت میں مراد ہے۔ چنانچہ احادیث نبوی میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اس سے سمجھ آئے گی کہ اصل قتل، اولاد کا روحانی قتل ہوا کرتا ہے اور یہ قتل ہے جو یہاں عام جاری ہے۔ بڑی کثرت سے میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ اپنی اولادوں کو قتل کر رہے ہیں اور اس کی پرواہ نہیں کرتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، الادب المفرد بخاری میں، آپ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ابرار کو اللہ تعالیٰ نے ابرار اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جس طرح تم پر تمہارے والد کا حق ہے اسی طرح تم پر تمہارے بچے کا بھی حق ہے۔ اس حق کو نہ بھولیں آپ۔ آپ کے بچوں کا آپ پر گہرا حق ہے اور اس حق کو کیسے ادا کرنا ہے اس کا ذکر آگے میں بعض احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے، یہ ابن ماجہ ابواب الادب سے حدیث لی گئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں سے عزت کے ساتھ پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔ بچوں کے ساتھ عزت سے پیش آنا بھی ایک لازمی امر ہے محض حکماً ان سے وہ کام کروانا جو آپ کے نزدیک ان کی دنیا کے لئے بہتر ہیں یہ درست نہیں ہے۔ بہت سے ایسے ماں باپ ہیں جو بچوں کے لئے سب کچھ کرتے ہیں لیکن ڈانٹتے اس وقت ہیں جب وہ دنیا سے روگردانی کر رہے ہوں۔ جب دین سے روگردانی کریں تو ہلکے مونہہ سے ان کو روکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بچوں کے ساتھ عزت سے پیش آؤ یعنی ان کی اصلاح کرنی ہو تو نرمی اور پیار سے گفتگو کرو اور اچھی تربیت کرو اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث ہے حضرت ایوب بن موسیٰؓ کی۔ ترمذی ابواب البر سے لی گئی ہے۔ حضرت ایوب اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ اچھی تربیت کرے گا تو یہ سب سے اعلیٰ تحفہ ہے جو دے سکتا ہے۔ نہ کہ اموال جمع کر کے ان کو یقین دلانا کہ میرے مرنے کے بعد تمہیں بہت دولت مل جائے گی۔ اس کو تحفوں میں شمار ہی نہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ فرمایا بہترین تحفہ ہے جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے کہ اس کی اچھی تربیت کرے۔

اب ملفوظات میں سے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ فرمایا "ان کی پرورش" یعنی بچوں کی پرورش "محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے"۔ رحم کے حوالے سے کرے، اس سے کیا مراد ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِرْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْراً اے میرے اللہ میرے ماں باپ پر رحم فرما جس طرح انہوں نے میری تربیت کی تھی بچپن میں۔ تو یہ رحم تربیت کا مرکزی حصہ ہونا چاہئے۔ اگر کوئی شخص اپنے بچوں پر رحم کرے گا تو لازمی اس رحم کے نتیجے میں اسے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ کردار سکھائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دنیا کی کمائی اور ورثے کو شمار ہی نہیں فرمایا۔ فرمایا اس طرح رحم کرو جیسے تم خدا کے حضور یہ کہہ سکو کہ اے اللہ میرے ماں باپ پر بھی رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم فرمایا تھا۔ اگر انہوں نے دین سے ہٹایا ہوتا تو یہ دعا ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ میرے ماں باپ پر اس طرح رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم فرمایا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے"۔ اولاد سے عزت کا سلوک اور نرمی کا سلوک کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رحم کی توقع رکھتا ہے۔ "نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے"۔ اپنا جانشین بنانے کے لئے جو تم ان سے حسن سلوک کرتے ہو بظاہر وہ ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ فرمایا "بلکہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَاماً کا لحاظ ہو"۔ پیش نظر یہ بات ہو کہ میں متقیوں کا امام ہوں۔ اب ظاہر بات ہے کہ بچوں کو بچپن ہی سے تقویٰ کی تعلیم دی جائے گی تو یہ امید کی جا سکتی ہے کہ آپ متقیوں کے امام بنیں گے۔ اگر بچپن سے ہی ان کی ایسی باتوں سے روگردانی کی جاتی ہے جو نظر آ رہی ہیں کہ ان کو دین سے دور لے جا رہی ہیں تو پھر وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَاماً کی دعا بالکل جھوٹی اور بے معنی ہو جاتی ہے۔

ملاقاتوں کے دوران مجھے اس کا بھی بہت تلخ تجربہ ہوا۔ بعض بچے، بعض بچیاں ایسے نظر آئے جن کی آنکھوں میں ذرہ بھی دین کی پرواہ نہیں تھی۔ ان کی آنکھیں بول رہی تھیں بعض ایسی بچیاں بھی دیکھیں جنہوں نے دوپٹوں سے اپنے سر ڈھانکے ہوئے تھے لیکن ان کا سر ڈھانکنا بتا رہا تھا کہ آج پہلی دفعہ سر ڈھانکا گیا ہے۔ یعنی روز جب وہ خدا کے حضور چلتے پھرتے تھے تو اس وقت سر ڈھانکنے کا کوئی خیال نہیں آیا، جب وہ میرے سامنے پیش ہوئے ہیں تو سر ڈھانک کے آئے۔ ایسی صورت میں میری تکلیف میں دگنا اضافہ ہو گیا ہے کیونکہ مجھے لگا کہ نعوذ باللہ من ذالک یہ میرا شرک کر رہے ہیں۔ جس خدا سے ڈرنا چاہئے اس سے ڈرتے نہیں اور میں ایک عاجز حقیر بندہ جس کی کوئی بھی حیثیت نہیں اس کے سامنے بن سنور کر آتے ہیں اور دکھانا چاہتے ہیں کہ ہم نیک ہیں۔ نیک ہیں تو جس کو دکھانا ہے اس کو دکھائیں۔ وہ خدا ہے جو ہر حال میں آپ پر نظر رکھتا ہے۔ اگر اس کو نہیں دکھانا تو یہ کیسی نیکی ہے۔ اس نیکی میں آپ شرک کی تلخی گھول رہے ہیں۔ جس کو آپ نیکی سمجھ رہے ہیں، ہے تو بدی لیکن اس میں شرک کی تلخی بھی گھل جاتی ہے۔

چنانچہ جب میں نے چھان بین کی تو ان ماں باپ نے اقرار کیا کہ یہ تو بچپن سے ہمارے قابو ہی میں نہیں ہے۔ میں نے کہا یہ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں آپ۔ بچپن سے آپ اپنے قابو میں نہیں ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اولاد سے سچا پیار ہو اور انسان انہیں کھینچ کے سینے سے لگائے اور پھر بجائے دنیاداری کے ان کی نیکی کا لحاظ رکھے اور وہ اچانک بے راہرو ہو جائے۔ یہ نہیں ہوا کرتا۔ اولاد آنکھوں کے سامنے بگڑا کرتی ہے۔ جن لوگوں کو احساس نہ ہو وہ آنکھیں بند رکھتے ہیں اس لئے کہ ان کی دنیاداری سے خوش ہو رہے ہوتے ہیں اور دین کی کوئی حقیقی پرواہ نہیں ہوتی۔ مجھے دعا کے لئے کہہ رہے تھے کہ دعا کرو۔ میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے زندگی بھر کے عمل کے خلاف میری دعا کیا کرے گی۔ مجھے ان سے ہمدردی تو ہے،

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves, Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

تکلیف تو ہے مگر آپ کا عمل میری دعا کو جھٹلا رہا ہے۔ میں دعا کروں گا اللہ تعالیٰ ان کو ٹھیک کر دے آپ کا عمل پکار پکار کے کہہ رہا ہے کہ اے خدا بالکل نہیں ٹھیک کرنا۔ ہمیں ایسی ہی تربیت چاہئے تھی جو ہم نے کر دی ہے۔

تو ایسے معاملات اور بھی ہیں جو وقتاً فوقتاً میرے سامنے آتے رہتے ہیں مگر آئندہ سے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جن کے متعلق جماعت کو علم ہو وہ ان کی ملاقات ہی کروانی چھوڑ دیں۔ یہ نفس کا دھوکہ ہے جو وہ دیتے ہیں اور مجھے اس سے اور بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کا لحاظ ہو"۔ یہ لحاظ رکھو کہ جن کو پیچھے چھوڑ کے جا رہے ہو وہ متقی ہوں اور خدا کے حضور تم متقیوں کے امام لکھے جاؤ۔ فرماتے ہیں، "اولاد دین کی خادم ہو۔ یہ لحاظ ہو لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہیں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لئے کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے ایسا کرتے ہیں اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں۔ صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر ان کی جائیداد کا مالک نہ بن جاوے۔ مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو"۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵۹۹)

پھر فرماتے ہیں، "میں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لئے کرتے ہیں"۔ یہ کوئی نئی بیماری نہیں ہے یہ فطرت کی بیماری ہے جو بڑی دیر سے چلی آ رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی جو بڑے بڑے خدمت کرنے والے اور جان فدا کرنے والے اور دین کی راہوں میں دوڑ دوڑ کر چلنے والے صحابہ موجود تھے ان میں بھی ایسے لوگ تھے۔ "میں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لئے کرتے ہیں، محبت دنیا ان سے کراتی ہے خدا کے واسطے نہیں کرتے اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا پر نظر کر کے یہ دعا کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلائے کلمہ اسلام کا ذریعہ ہو"۔

اب آپ فرماتے ہیں ایک بچہ کوئی پیدا ہو جائے جو آگے دین کا نام بلند کرنے والا ہو، دین کا کلمہ بلند کرنے والا ہو۔ اس خواہش کے ساتھ وہ اولاد کی خدمت کریں وہ سچی خدمت ہے باقی سب جھوٹ ہے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا حال دیکھ لیں۔ کتنی دعائیں کی ہیں مصلح موعود کی پیدائش سے پہلے، ہر بچے کے لئے دعائیں کی ہیں، اتنی کوشش کی بچپن سے ہی، دین کے سوا ان کی کوئی نظر برداشت نہیں کی۔ بہت تفصیلی واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ دین کے معاملے میں اپنے بچوں سے آپ نے نرمی نہیں کی۔ یعنی نرمی کے باوجود آپ کی طرز میں ایک تلخی آجایا کرتی تھی جب دیکھتے تھے کہ دین کے معاملے میں کوئی ہلکی بات کر رہا ہے اور وہ تلخی بظاہر جسمانی سختی نہ ہونے کے باوجود جسمانی سختی سے بہت زیادہ کام کرتی تھی۔ اب یہ سب کچھ اپنی جگہ، بے انتہا دعائیں، اولاد کے پیدا ہونے سے پہلے دعائیں، ان کے پیدا ہونے کے بعد مسلسل ان پر نظر اور یہ عرض کہ ؎

جب آوے وقت میری واپسی کا | یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا

کتنی عاجزانہ دعا ہے۔ ان سب کوششوں کے باوجود انحصار نہیں ہے۔ جانتے ہیں کہ میں ایک عاجز بندہ ہوں جب تک اللہ قبول نہیں کرے گا مجھے یہ نصیب نہیں ہو گا کہ جاتی دفعہ میں پیار اور محبت کی نظر ڈالوں۔ میں دیکھوں کہ میری اولاد وہ بن گئی ہے جو عمر بھر میں بنانا چاہتا تھا۔ آپ کیوں اس مثال کو نہیں پکڑتے۔ دیکھتے نہیں کس کو اپنا امام مانا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا امام مانا ہے جن کا اولاد کے متعلق یہ نظریہ تھا۔ گریہ وزاری کرتے ہیں کاش میں ان پر محبت کی نظر ڈال سکوں جب میں واپس ہو رہا ہوں۔ خدا گواہ ہے کہ جب وہ واپس ہوئے ہیں تو انتہائی نیک اولاد پیچھے چھوڑ کر گئے تھے، ہر پہلو سے خدمت دین کرنے والی۔ بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی اسی رنگ میں اونچے ہوئے ہیں اسی رنگ میں لہلہاتے رہے ہیں۔ وہ لہلہاتے تو تھے پر ان میں زردی کبھی نہیں آئی۔ وہ چورا نہیں بنے کہ پھر مٹی میں مل جائیں۔ ان میں سے ہر ایک کے متعلق ہم گواہ ہیں کہ جب تک وہ زندہ رہا اپنی طرف سے انتہائی کوشش کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ دین کا علم بردار بنے، دین کی خدمت کرنے والا بنے۔ "کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلائے کلمہ اسلام کا ذریعہ ہو۔ ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دے دے"۔

اب ایک اور بات بڑی عظیم فرمائی گئی ہے۔ بہت سے لوگوں نے اولاد کے لئے دعاؤں کی درخواست کی لیکن ان کی درخواست میں غالباً کوئی ملونی نفس کی ہوتی ہو گی کہ وہ اپنی اولاد کو اس لئے دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ ان کے دل کی تسکین کا موجب بنے۔ خواہ نیک ہو یا بد ہو مگر دل کی تسکین کا موجب بنے۔ مگر حضرت زکریاؑ کی دعا اور تھی۔ حضرت زکریاؑ کے بال سفید ہو چکے تھے قرآن کریم کی رو سے شعلے کی طرح سر بھڑک اٹھا تھا اتنی سفیدی آچکی تھی۔ اور وہ عرض کرتے ہیں کہ میری ہڈیوں میں جان تک باقی نہیں رہی۔ ہڈیاں گل گئی ہیں۔ لیکن یہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا میں تیری رحمت سے مایوس نہیں ہو سکتا۔ فرمایا ایسی دعا کرو تو پھر زکریاؑ کی طرح تمہیں بھی اولاد نصیب ہو گی پھر تمہیں یحییٰ ملے گا۔ اگر ایسی دعائیں نہیں کرتے یہ دل کی گہری تمنا نہیں ہے تو پھر دنیا میں ایسی اولاد چھوڑ جاؤ گے جس کا کوئی بھی فائدہ نہیں۔ تم چلے جاؤ گے اور اس کے بعد ان پر کیا بنے گی یا مرنے کے بعد تم پر کیا بنے گی اس کی تمہیں کوئی ہوش نہیں ہے۔

ایک چھوٹے سے فقرے میں دیکھیں کیسی پیاری بات فرما دی۔ فرمایا، "کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلائے کلمۂ اسلام کا ذریعہ ہو۔ ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دے دے مگر میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے اور ملک ہے اس کا وارث ہو۔ کوئی شریک اس کو نہ لے جائے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کم بخت جب تو مر گیا تو تیرے لئے دوست دشمن، اپنے بیگانے سب برابر ہیں"۔ یہ حقیقت ہے جب انسان مر ہی گیا تو اس کو اس دنیا سے کیا ہے، پیچھے کیا چھوڑا، کیا نہیں چھوڑا اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں کوئی اس کا اختیار نہیں ہے اس پر۔ تو لفظ کم بخت سے طبیعت کو جھنجھوڑا گیا ہے۔ "اتنا نہیں سوچتے کہ کم بخت جب تو مر گیا تو تیرے لئے دوست دشمن، اپنے بیگانے سب برابر ہیں۔ میں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جائے جو اس جائیداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جائے خواہ وہ بد معاش ہی ہو۔ یہ معرفت اسلام رہ گئی ہے"۔ اس لئے اپنی اولاد کی طرف خاص طور پر توجہ کریں۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ۔ یہ آیت تو وہی ہے جس کی میں تلاوت پہلے کر چکا ہوں۔

لیکن اب میں آپ کو یہ بات آخر پر سمجھانا چاہتا ہوں کہ میں نے جہاں تک جائزہ لیا ہے **امریکہ کی جماعت کو اپنی اولاد کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔** کیونکہ بہت سے چہرے تو میں نے دیکھ لئے ہیں اور ان کی آنکھوں نے جو پیغام دیا وہ سن لیا اور سمجھ لیا مگر ہر دفعہ لمبی ملاقاتیں ممکن ہی نہیں ہوا کرتیں اور جماعت کا ایک بھاری حصہ ایسا رہ جاتا ہے جس کے ساتھ میں ملاقات نہیں کر سکتا۔ تو میں تو محض نمونے کے طور پر آپ کو بعض چہرے دکھا سکتا ہوں اس سے زیادہ مجھے کوئی توفیق نہیں ہے۔

اس ضمن میں ایک اور بات میں امریکہ کی جماعت سے کہنا چاہتا تھا وہ لمبی ملاقاتوں کی معذرت ہے۔ اگرچہ میری خواہش یہ ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی دوستوں سے اور ان کے بچوں سے ملوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بعض دفعہ ان کی چند لمحوں کی ملاقات بھی ان کی اولاد کے لئے ساری زندگی کا سرمایہ بن جایا کرتی ہے۔ اسی ملاقات میں بعض لوگوں نے بہت پرانی اپنی بچپن کی تصویریں میرے ساتھ دکھائیں اور کہا کہ ہمارے بچے جو گودیوں میں ہیں یہ ان کا سرمایۂ حیات ہے۔ یہ ساتھ لئے پھرتے ہیں اپنی البموں میں سجاتے ہیں اور کہتے ہیں اس طرح ہمیں گودی میں اٹھایا ہوا تھا حالانکہ اس وقت میں خلیفۃ المسیح بھی نہیں تھا لیکن ان بچوں نے ان لمحات کی قدر کی اور میرے دینی تعلق کو پیش نظر رکھ کر ان تصویروں کو سنبھال کر رکھا اور جب میں دیکھتا ہوں تو بعض دفعہ پہچانا نہیں جاتا کہ یہ کیا ہو رہا ہے مگر میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ چند لمحوں کی ملاقات بھی بعض دفعہ ایک سرمایۂ حیات بن جایا کرتی ہے۔

مگر وہ لوگ جو ملاقات کی خاطر بعض دفعہ گھنٹوں بیٹھتے ہیں ان کو میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ ان کی تکلیف سے زیادہ میرا دل تکلیف محسوس کرتا ہے۔ مجھے بہت شرم آتی ہے اس بات سے کہ گھنٹوں انتظار کے

STAR ☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE-SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

بعلابے چارے آئے اور کھڑے کھڑے سلام علیکم، چاکلیٹ بچوں کے لئے لے لو، تصویر کھنچواؤاور رخصت ہو جاؤ۔ اب اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ میرا دل سخت ہے۔ میں ان کی تکلیف کو محسوس کرتا ہوں۔ گھنٹوں جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی تکلیف لحہ لحہ میرے دل پہ گزر رہی ہوتی ہے اور اس میں کوئی بھی شک نہیں، ذرہ بھی اس میں جھوٹ نہیں ہے مگر میں مجبور ہوں کہ جتنے بھی مل سکتے ہیں ان سے مل کر ان چند لمحوں میں کوئی ایسی بات کروں کہ ان کی زندگی کا سرمایہ بن سکے اور مجھے پتہ ہے کہ آئندہ جب میں گزر جاؤں گا تو یہی سرمایۂ حیات ہے جو آپ کے بچوں کے کام آئے گا، عمر بھر کا سرمایہ بن جائے گا۔ اگلی نسلوں کے لئے، ان کی صدیاں جو آنے والی ہیں ان سب کا یہ سرمایۂ حیات بن جائے گا۔

اس لئے میں ملاقات سے جتنا مرضی وقت گزرے اس سے تنگ نہیں آتا اور مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام یاد آجاتا ہے کہ لَا تَسْئَمْ عَنِ النَّاسِ لوگوں سے تنگ نہ آ۔ اب یہ الہام اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا مگر یہ اس زمانے کا نقشہ کھینچنے والا الہام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو کبھی بھی لوگوں سے تنگ نہیں آئے۔ آپ کی تحریر پڑھ کے دیکھیں آپ ساری دنیا کو دعوت دے رہے ہیں آؤ۔ غیروں کو بھی دعوت دے رہے ہیں کہ آؤ اور میرے پاس ٹھہرو۔ اور فرماتے ہیں کہ کئی کئی دن ٹھہرو۔ بعض دفعہ جب جانے کا نام لیتے تھے تو آپ کو تکلیف ہوتی تھی کہ نہیں آؤ میرے پاس گھر میں ہی ٹھہرو۔ گھر مہمان خانہ بنا ہوا تھا۔

تو لَا تَسْئَمْ عَنِ النَّاسِ کا کیا مطلب، ہوا کہ لوگوں سے تنگ نہ آ۔ یہ پیش گوئی تھی کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جب دل کی خواہش کے باوجود تیرے غلاموں کے لئے ممکن نہیں ہوگا کہ ہر ایک سے مل سکیں۔ وہ دل سے تنگ نہیں ہونگے مگر دیکھنے میں یہ نظارہ دکھائی دے گا کہ اتنی مخلوق ملنے والی تو دل میں تنگی ہو سکتی ہے۔ فرمایا لَا تَسْئَمْ عَنِ النَّاسِ مسیح موعود علیہ السلام کو جو پیغام ہے وہی پیغام آج میرے لئے بھی ہے اور کل کے آنے والے خلفاء کے لئے بھی ہوگا کہ لوگ بڑھیں گے جوق در جوق شوق سے آئیں گے۔ آگے بعض ایسے زمانے بھی آنے والے ہیں وہ ایک نظر خلیفہ کو دیکھنے کے لئے ترسیں گے اور دیکھیں گے تو ان کا دل ٹھنڈا ہوگا حالانکہ بعض دفعہ گھنٹوں انہوں نے انتظار کیا ہوگا کہ وہ آئے اور ایک جھلک ہم دیکھ لیں۔ دنیا میں بھی ایسا ہوتا ہے اور یہ انسانی فطرت ہے جس شخص کی دل میں کسی پہلو سے عظمت ہو اس کے لئے انسان ایسے ہی کرتا ہے۔ تصویروں میں آپ دیکھتے ہونگے شاید ٹیلیویژن کی خبروں میں بھی دیکھتے ہونگے کہ بعض دفعہ کسی صدر یا کوئین (Queen) وغیرہ کے گزرنے کے لئے سارا سارا دن لوگ دورویہ کھڑے رہتے ہیں اور صرف ایک نظر، اس سے زیادہ کچھ نہیں اور اگر جو اباً وہ شخص نظر ڈال لے تو پھر ساری عمر ان کا سرمایہ بن جاتا ہے۔ حالانکہ ان دنیا کی نظروں کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ خدا کے نزدیک تو نظریں کام نہیں آیا کرتیں۔ نظر وہی ہے جو اللہ کی نظر کے تابع ہو۔ پس ایسا زمانہ آئے گا اور ضرور آئے گا کہ اگر کسی شخص نے دیکھا کہ ایک نظر بھی مجھ پر کسی نے ڈال لی ہے تو وہی اس کا سرمایہ حیات ہو جائے گا۔ تو آپ آئندہ دنیا کے لئے، آئندہ صدیوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سرمایہ ہیں اس لئے کیسے ممکن ہے کہ میں آپ کی قدر نہ کروں۔

میں جو باتیں تلخی سے سمجھانے کے لئے کرتا ہوں بعض دفعہ وہ تلخی دکھ کی علامت ہے، غصے کی علامت نہیں۔ کبھی بھی میں تحقیر کی نظر سے نہیں دیکھتا جماعت کے لوگوں کو۔ ان کو بھی جو چندہ نہیں دے سکتے جن کے دل، جن کی مٹھیاں بند ہیں ان پر بھی میں رحم کی نظر ڈالتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ گھاٹا کھا رہے ہیں۔ قرآن کریم نے صاف بیان کر دیا کہ اولئك هم الخاسرون۔ یہی ہیں جو گھاٹا کھانے والے ہیں۔ تو ان سب کو میں سمجھانے کی کوشش تو کرتا ہوں مگر یاد رکھیں کبھی بھی میری نظر میں یہ حقیر دکھائی نہیں دیتے بلکہ مظلوم دکھائی دیتے ہیں۔ اپنے ہی ہاتھوں کے ظلم کا شکار ہیں۔

پس جو کچھ اس سفر کے دوران گزرا ہے یہ اس کی تشریح کر رہا ہوں اس کی روشنی میں آپ میرے عمل کو جانچیں اور اس کی روشنی میں ہی اپنے عمل کو بھی جانچیں اور اپنی اولاد کی فکر کریں۔ بہت سے بچے ضائع ہو رہے ہیں، غیر معاشرہ ان پر قبضہ کر رہا ہے۔ کبھی کسی دنیا میں غیر معاشرے کو اتنی طاقت گھروں میں داخل ہونے کی نہیں ہوئی جتنی آج ہو چکی ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا یہاں کا میڈیا، یہاں کی ٹیلی ویژن کی تصویریں اور پھر ارد گرد کا ماحول، ناچتے پھرتے بچے دکھائی دیتے ہیں ان باتوں کو روکنے کے لئے جو دنیا کی کوششیں ہیں وہ بھی کریں۔

بعض دفعہ بچوں کو یہ دیکھ کر بہت مزہ آتا ہے کہ بچے تالاب میں پھر رہے ہیں، ننگے دوڑ رہے ہیں، پھر رہے ہیں۔ ان کی تسکین جو ہے نہانے کی اور تیرنے کی وہ تو پوری ہونی چاہئے کسی طریقے سے لیکن اس طرح نہیں جس طرح یہ لوگ کرتے ہیں۔ تو بچپن سے ان کے لئے جن لوگوں نے تالاب بنا لئے، جن کو توفیق ملی ان پر میرا کوئی اعتراض نہیں۔ جن کو خدا نے توفیق دی ہے وہ بے شک بنائیں مگر اتنا دکھاوا نہ کریں کہ وہ تالاب لوگوں کی نظر کے لئے ہوں نہ کہ بچوں کے نہانے کے لئے۔ مجھے یاد ہے امریکہ آنے سے بہت پہلے بھی مجھے یہ خیال رہتا تھا کہ میری بچیاں بڑی ہونگی تو یہ محسوس نہ کریں کہ ہمیں تیرنا نہیں آیا، نہ ہمیں نہانے کا آزادانہ مزہ آیا۔ اس لئے یہاں کے معاشرے کا تو مجھے خواب و خیال بھی نہیں تھا مگر اپنے فارم پہ میں نے ایک تالاب بنا رکھا تھا چھوٹا سا جس میں میرے بچے مجھ سے سیکھتے تھے۔ ان کے ساتھ ہی خاندان کے اور بچے اور بچیاں آکر پاکیزہ ماحول میں تیرنا بھی سیکھتے تھے اور اپنے مزے پورے کرتے تھے۔ جب یہ بچیاں، ان میں سے دو بڑی بچیاں میں ساتھ لے کر امریکہ آیا تو یہاں کے تالابوں نے ان پر ذرہ بھی اثر نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ ہمارا حق ہمیں دیا گیا ہے اور ان پر رحم کرتی تھیں جو اپنا جسم بیچنے کے لئے نہاتے ہیں۔ کراہت سے ان پر نظر پڑتی تھی اور اپنے متعلق پورا اطمینان تھا کہ ہمارا جو حق ہے ہمیں عطا کیا گیا ہے۔ تو یہ میں باتیں اس وقت کی کر رہا ہوں جب میں ابھی امریکہ نہیں آیا تھا۔

تو یہاں کے لوگ اگر اس نیت سے تالاب بنانے کی توفیق رکھتے ہوں کہ گھر میں پاکیزہ ماحول میں ان کی تربیت ہو سکے تو ہرگز کوئی برائی کی بات نہیں ہے۔ اس کو تکاثر اور تفاخر نہیں کہتے مگر تالاب کے بہانے اگر اتنے بڑے بڑے ہال بنائے جائیں، اتنی بڑی بڑی چکوزیاں ہوں کہ دیکھتے ہی طبیعت میں کراہت پیدا ہو یہ تو کوئی مومنانہ طریق نہیں ہے۔ اس سے تو اگر بچے یہاں نہائیں گے بھی تو بیرونی معاشرے کی اور بھی زیادہ قدر کریں گے۔ وہ سمجھیں گے کہ ہمارے ماں باپ نے انہی کو اپنی بڑائی کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ تو یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو میرے اس سفر کے دوران تجربے میں شامل ہیں ان کی تفصیل میں میں نہیں جانا چاہتا۔ جن کو توفیق ہے ضرور تالاب بنائیں مگر بچوں کے ساتھ مل کر ان کو تیرنا بھی سکھائیں، ان کو ساتھ ساتھ بتائیں کہ باہر کی دنیا کی طرف نظر نہ کرو، وہ گندے لوگ ہیں۔ اپنی حفاظت کرو، اپنے دین کی حفاظت کرو تو یہی تالاب ان کے لئے رحمت کا موجب بن جائیں گے۔

پس میں وقت کے لحاظ سے، چونکہ وقت پورا ہو چکا ہے، مزید کچھ کہنے کی بجائے اب آپ سب سے اجازت چاہتا ہوں۔ ابھی ایک دو دن تک مجھے انشاء اللہ امریکہ سے واپس انگلستان کے لئے روانہ ہونا ہے۔ عرض ہے کہ آپ دعا میں یاد رکھیں۔ جن مقاصد کے لئے میں آیا تھا اللہ تعالیٰ ان مقاصد کو پورا فرمائے اور میرے جانے کے بعد بھی میری باتیں باقی رہ جائیں جو دل پر گرفت کرنے والی ہوں۔ پھر میں ہوں یا نہ ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو، ہمیشہ آپ کا نگہبان ہو۔ اس کے بعد اب میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری انار تھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

طالب دُعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

قسط دوم آخری

تربیت اولاد کیلئے والدین کی ذمہ داریاں

از۔ الحاج محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مشنری انچارج جرمنی

آنحضرت ﷺ کو عطا کردہ جوامع الکلم میں سے ایک جامع کلمہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا ہے یعنی درمیانی راستہ اور میانہ روی سب امور سے بہتر طریق ہے اور بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں بھی اس طریق کو اختیار کرنا بہتر رہتا ہے چنانچہ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

"بچوں کے اخلاق کی درستی میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے نہ تو اتنی تنگی کرنی چاہئے کہ وہ کسی سے مل ہی نہ سکیں اور نہ ہی اتنی آزادی دینی چاہئے کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں اور ان کی کوئی نگہداشت نہ کی جائے۔۔۔"

"سب سے پہلی اور نہایت ضروری بات یہ ہے کہ ماں باپ بچوں سے ناجائز محبت نہ کریں اگر کوئی ان کے بچے کے متعلق شکایت کرے تو اس کی اصلاح کی تجویز کریں۔ اگر بچہ جھوٹ بولتا ہے یا چوری کرتا ہے یا کوئی اور بدی اس میں ہے تو اسے سرزنش کریں لیکن ایسی سختی بھی نہ ہو کہ بچہ ان سے چھپ کر بدی کرنے لگے۔۔۔ جہاں اپنے بچوں کی اصلاح کی فکر اور نگہداشت ضروری ہے وہاں دوسرے بچوں کے اخلاق و عادات کی نگہداشت بھی ضروری ہے پس آپ جب تک دوسروں کے بچوں کے اخلاق کی بھی نگرانی نہیں کریں گے اپنے بچوں کی طرف سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔

عام علاجوں میں سے ایک علاج یہ بھی ہے جو حضرت خلیفہ اولؓ بھی فرمایا کرتے تھے کہ بچوں کو بعض مفید فقرے یاد کرا دیئے جائیں۔ جن میں ان کو بتایا جائے کہ ہم یہ کریں گے یہ نہیں کریں گے۔ (اس سلسلہ میں حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ کا کتابچہ "کرنہ کر" بہت مفید ہے گا۔ کلیم) اس کا بھی بہت بڑا اثر ہوتا ہے دوسری بات جو رسول کریم ﷺ سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ رات کو سونے سے پہلے دعا کی عادت ڈالی جائے کیونکہ ذکر الٰہی کے بغیر سونا جائز بھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ بلا ناغہ آیت الکرسی اور تینوں قل پڑھ کر اپنے بدن پر پھونکا کرتے تھے۔ جس بات کو آپ بلا ناغہ کریں وہ سنت کہلاتی ہے۔ پس جس طرح نماز کی سنتیں ضروری ہیں اسی طرح یہ سنت بھی ضروری ہے۔ اگر ان کو ترک کرنے میں گناہ ہے تو پھر اس کے ترک کرنے میں بھی گناہ ہونا چاہئے۔۔۔ تو سونے سے پہلے دعا کرنا اسلام کے ایسے امور میں سے ہے جو ایک مومن کیلئے نہایت ضروری ہے اگر بچوں کو بھی ایک دعا یاد کرا دی جائے اور سونے سے پہلے اس دعا کا پڑھنا شروع کرایا جائے تو اس سے بہت بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹۳۵ءماخوذ الازھار لذوات الخمار)

تربیت اولاد کے سلسلہ میں قرآن کریم میں مثبت احکام کے ساتھ منفی احکام بھی دیئے گئے۔ مثلاً ایک منفی حکم کا ذکر کر سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۳ میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَاِیَّاکُمْ اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْأً کَبِیْرًا" یعنی اور تم مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل مت کرو انہیں بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی ہم ہی دیتے ہیں۔ انہیں قتل کرنا یقیناً بہت بڑی خطا ہے اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

"جب ہم مختلف انسانوں کی حالتوں کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ بخل کی وجہ سے اولاد کی صحیح تربیت نہیں کرتے پوری غذا نہیں دیتے یا ایسی غذا نہیں دیتے جو نشو و نما کیلئے ضروری ہو ایسے بخیل تو بے شک فاتر العقلوں میں ہی ملتے ہیں جو زہر سے یا گلا گھونٹ کر اپنی اولاد کو اس خوف سے مارتے ہوں کہ ان پر ہماری دولت خرچ ہو گی مگر ایسے بخیل عام صحیح الدماغ لوگوں میں کثرت سے ملتے ہیں کہ پاس روپیہ ہے لیکن بچوں کو بخل کی وجہ سے اچھی غذا نہیں دیتے لباس مناسب نہیں دیتے حتی کہ بعض دفعہ وہ خوراک کی کمی کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں بعض دفعہ لباس کی کمی کی وجہ سے نمونیہ وغیرہ کا شکار ہو جاتے ہیں اس قسم کے لوگ دنیا میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ملتے ہیں اور ہر ملک میں ملتے ہیں۔

اسی طرح قتل سے مراد اخلاقی روحانی قتل بھی ہو سکتا ہے کہ روپیہ کے خرچ کے ڈر سے اچھی تعلیم نہیں دلاتے اور گویا بچہ کی اخلاقی یا روحانی موت کا موجب ہو جاتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو نصیحت کرتا ہے کہ اس فعل سے اجتناب کریں اور وہ اخراجات جو بچوں کی صحت اور اخلاق کی درستی کیلئے ضروری ہیں ان سے کبھی دریغ نہ کیا کریں اور قتل کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ اولاد کو قتل کرنے سے انسان فطرتاً متنفر کرتا ہے پس اس لفظ کے استعمال سے اس کی توجہ اس طرف پھر آئی ہے کہ تم کسی صورت میں بھی اولاد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے پر تیار نہیں ہوتے لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ایک اور قسم کے قتل کے تم مرتکب ہو رہے ہو یعنی اولاد کی خوراک اور لباس کا خیال نہیں رکھتے اور ان کی صحتوں کو برباد کر دیتے ہو یا ان کی تربیت کا خیال نہیں رکھتے اور ان کے اخلاق کو برباد کر دیتے ہو قتل کا لفظ استعمال کرنے کی میرے نزدیک یہ بھی وجہ ہے کہ اگر صرف یوں کہا جاتا کہ اولاد پر ضرور خرچ کیا کرو تو ان الفاظ میں ان بالواسطہ اثرات کی طرف اشارہ نہ ہوتا جو اولاد کی زندگی پر پڑتے ہیں لیکن ان الفاظ کے استعمال نے تمام بالواسطہ تاثیرات کو بھی اپنے اندر شامل کر لیا ہے۔ مثلاً بیوی کی خوراک اور مناسب لباس کا خیال نہ رکھنا یا دودھ پلانے یا ایام حمل میں اس پر کام کا بہت بوجھ ڈال دینا یہ سب امور ہیں جن سے اولاد پر برا اثر پڑتا ہے اور یا تو بچے ضائع ہو جاتے ہیں یا ان کی صحتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ لَا تَقْتُلُوْا کے الفاظ میں ان سب امور کی مناہی آجاتی ہے اور یہ غرض دوسرے الفاظ سے پوری نہیں ہو سکتی تھی۔"

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۳۲۷۔۳۲۶)

تربیت اولاد کے سلسلہ میں ایک ضروری مثبت حکم جو قرآن کریم نے دیا ہے وہ سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۳ میں ذکر ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا"

یعنی اور تو اپنے اہل کو نماز کی تاکید کرتا رہ اور تو خود بھی اس نماز پر قائم رہ"۔

دراصل نماز بندہ اور خدا تعالیٰ کے درمیان ذاتی تعلق اور ذاتی رابطہ پیدا کرنے کی بنیادی کڑی ہے اور جس کے بغیر کوئی شخص سچا مسلمان کہلانے کا حق نہیں رکھتا اور اس تعلق کو قائم کرنے کیلئے آنحضرت ﷺ نے بچپن کے زمانہ سے ہی اولاد کو اس پر قائم کرنے کا تاکیدی ارشاد فرمایا ہے:۔

"مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ"

یعنی جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کی تلقین کرو اور جب بچہ دس سال کا ہو جائے اور نماز میں سستی کرے تو اسے مناسب سرزنش کرو۔

قرآن کریم جب کوئی حکم دیتا ہے تو اس کی حکمت بھی بتاتا ہے اس کے فوائد بھی بتاتا ہے چنانچہ سورۃ عنکبوت میں جہاں اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا وہاں اس کے فوائد بھی ساتھ بتا دیئے۔ فرماتا ہے:۔

"اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ"

یعنی اس کتاب یعنی قرآن میں سے جو کچھ تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اسے پڑھ اور لوگوں کو پڑھ کر سنا اور نماز کو اس کی سب شرائط کے ساتھ ادا کر۔ یقیناً نماز سب بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد یقیناً اور سب کاموں سے بڑی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔

(سورہ عنکبوت آیت ۴۶)

اس آیت کی تفصیلی تفسیر کے دوران حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

"نماز روحانی جسم کی اصلاح کا ایک ذریعہ ہے۔۔۔ پس نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ کیونکہ بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کیلئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے۔۔۔"

"میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نیکی کیلئے ایسی مؤثر نہیں دیکھی۔ سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز باجماعت ہی ہے۔ اگر میں اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ کی پوری پوری تشریح نہ کر سکوں تو میں اپنا قصور سمجھوں گا ورنہ میرے نزدیک نماز باجماعت کا پابند خواہ اپنی بدیوں میں ترقی کرتے کرتے ابلیس سے بھی آگے نکل جائے پھر بھی میرے نزدیک اس کی اصلاح کا موقعہ ہاتھ سے نہیں گیا۔ ایک شمہ بھر اور ایک رائی کے برابر بھی میرے خیال میں نہیں آتا کہ کوئی شخص نماز باجماعت کا پابند ہو اور اس کی اصلاح کا کوئی موقعہ نہ رہے۔

خواہ وہ کتنا ہی بدیوں میں مبتلا کیوں نہ ہو گیا ہو نیکی کے متعلق نماز کے مؤثر ہونے کا مجھے اتنا کامل یقین ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر بھی کہہ سکتا ہوں کہ نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بد اعمال کیوں نہ ہو گیا ہو اس کی ضرور اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ ضائع نہیں ہوتا اور میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں کہ آخری وقت تک اس کیلئے اصلاح کا موقعہ ہے مگر وہ نماز باجماعت کا پابند اس رنگ میں ہو کہ اس کو اس میں لذت اور سرور حاصل ہو۔۔۔

بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں۔ اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آسکتا کہ یہ کہا جاسکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابل علاج نہیں رہے"۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۶۵۳۔۶۵۱)

علم النفس کی رو سے ہر انسان میں دو مختلف طاقتیں پائی جاتی ہیں ایک قوت مؤثرہ یعنی دوسروں پر اثر ڈالنے کی اور دوسری قوت متاثرہ یعنی اثر قبول کرنے کی۔ بچوں میں قوت مؤثرہ نسبتاً کم ہوتی ہے۔ ان میں اثر قبول کرنے کی طاقت زیادہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماں باپ کے خیالات تفکرات۔ رجحانات اور ان کی جسمانی اور اخلاقی حالتوں کا اثر اولاد پر پڑتا ہے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ قرآنی آیت "ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا" (سورہ اعراف آیت ۱۹۰) میں مذکور نفسٍ واحدۃ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پس حق یہ ہے کہ نفس واحدۃ سے اس جگہ پہلا بشر مراد نہیں اور نہ آدم بلکہ اس سے صرف یہ مراد ہے کہ ایک ایک انسان سے بڑی بڑی اقوام پیدا ہو جاتی ہیں اور اولاد، اپنے ماں باپ کے اثر کو قبول کر کے وہ کافر ہوں تو کافر، مشرک ہوں تو مشرک اور موحد ہوں تو موحد ہو جاتی ہے پس شادی کرتے ہوئے انسان کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے اور اپنی اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھنا چاہئے تا یہ نہ ہو کہ ماں باپ کی غلطیاں اولاد میں پیدا ہو کر ہزاروں لاکھوں انسان گند میں مبتلا ہو جائیں۔"

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۳۰۲)

علم النفس کا یہ نکتہ آنحضرت ﷺ نے چودہ سو سال قبل بیان فرما دیا تھا جب کہ آپ نے فرمایا:۔

" كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ أَوْيُنَصِّرَانِه أَوْيُمَجِّسَانِه "یعنی ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے بعد ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ ماں باپ ہی اسے مسلمان یا ہندو بناتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں :۔

"اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے تو ماں باپ اسے گرجا میں لے جاکر عیسائی بناتے ہیں بلکہ یہ کہ بچہ ماں باپ کے اعمال کی نقل کر کے اور ان کی باتیں سن کر ہی وہی بنتا ہے جو اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ بچے میں نقل کی عادت ہوتی ہے۔ اگر ماں باپ اسے اچھی باتیں نہ سکھائیں گے تو وہ دوسروں کے افعال کی نقل کرے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بچوں کو آزاد چھوڑ دینا چاہئے خود بڑے ہو کر احمدی ہو جائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر بچہ کے کان میں کسی اور کی آواز نہیں پڑتی تب تو ہو سکتا ہے کہ جب وہ بڑا ہو کر احمدیت کے متعلق سنے تو احمدی ہو جائے لیکن جب اور آوازیں اس کے کان میں اب بھی پڑ رہی ہیں اور بچہ ساتھ کے ساتھ سیکھ رہا ہے تو وہی بنے گا جو دیکھے گا اور سنے گا۔ اگر فرشتے اسے اپنی بات نہیں سنائیں گے تو شیطان اس کا ساتھی بن جائے گا اگر نیک باتیں اس کے کان میں نہ پڑیں تو بد پڑیں گی اور وہ بد ہو جائے گا۔ پس اگر آپ لوگ گناہ کا سلسلہ روکنا چاہتے ہیں تو جس طرح سیگریشن کیمپ ہوتا ہے اس طرح بناؤ اور آئندہ اولاد سے گناہ کی بیماری کو دور کرو تاکہ آئندہ نسلیں محفوظ رہیں۔"

(منہاج الطالبین تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ایام الصلح صفحہ ۱۰۵ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۲ میں فرماتے ہیں :۔

"قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کیلئے بڑی تاکید ہے وجہ یہ ہے تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کیلئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کیلئے حرکت دیتی ہے"۔

اور تقویٰ کے حصول کا ایک ذریعہ قرآن کریم میں صحبت صادقین قرار دیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا :۔

" يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ "

یعنی اے مومنو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کی معیت اختیار کرو۔

(سورہ التوبہ آیت ۱۱۹)

چنانچہ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں :۔

"ماں باپ کتنی بھی کوشش کریں کہ ان کا بچہ بد اخلاقیوں کے بد اثر سے محفوظ رہے جب تک بچے کی صحبت اور مجلس نیک نہ ہوگی اس وقت تک ماں باپ کی کوشش بچوں کے اخلاق درست کرنے میں کارگر اور مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹۳۵ء ماخوذ از الازھار لذوات الخمار)

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام عمومی رنگ میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے اس لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فوراً اٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہوگا۔ صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کونوا مع الصدقین کے پاک ارشاد پر عمل کرے"۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۴۹)

اور بچوں کو غیر مسلم اور دوسرے بدافراد کی صحبت سے بچانے کیلئے حضرت اقدس نے اس طرح متنبہ فرمایا :۔

"اگر تم اپنے بچوں کو عیسائیوں آریوں اور دوسروں کی صحبت سے نہیں بچاتے یا کم از کم نہیں بچانا چاہتے تو یاد رکھو کہ نہ صرف اپنے اوپر بلکہ قوم پر اور اسلام پر ظلم کرتے اور بہت بڑا ظلم کرتے ہو"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۷۲)

قرآن کریم نے الرجال قوامون (سورۃ النساء آیت ۳۵) فرما کر مردوں کو نگران مقرر کر کے اس بات کا ذمہ دار قرار دیا ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کے اخلاق و عادات کی نگرانی رکھیں اور ان کی اچھی تربیت کا انتظام کریں اور انہیں ایسی باتوں سے بچائیں جو ان کے دین اور اخلاق کو تباہ کرنے والی ہیں جیسا کہ واضح ارشاد سے ظاہر ہے :۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْآاَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

یعنی اے مومنو تمہارا فرض ہے کہ نہ صرف خود نیک بنو بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی بے دینی اور بد اخلاقی کی آگ سے بچاؤ۔ (سورہ التحریم آیت ۷)

والدین جب تک خود نیک نہ ہوں اور اولاد کیلئے نیکی کا نمونہ پیش نہ کریں اولاد صالح اور نیکوکار نہیں ہو سکتی چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہے جب تک وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں۔۔۔ پھر ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں نہ کبھی ان کیلئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔ میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کیلئے دعا نہیں کرتا۔

"بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں۔۔۔

جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ یعنی خدا تو ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرمادے اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا" وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا" اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہوگا اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۷۳-۳۷۰)

"جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے اس لئے چاہئے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں"۔

(ملفوظات جلد پنجم ۲۱۸-۲۱۷)

پس وہ کام کرو جو اولاد کیلئے بہترین نمونہ اور سبق ہو اور اس کیلئے ضروری ہے کہ سب سے اول خود اپنی اصلاح کرو اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونوں نے ملکر ایک دیوار کو بنادیا جو یتیم بچوں کی تھی۔ وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وکان ابوهما صالحا" ان کا والد صالح تھا یہ ذکر نہیں کہ وہ آپ کیسے تھے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو اولاد کیلئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔ اگر وہ دین اور دیانت سے باہر چلے جاویں تو پھر کیا؟"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۱۰-۱۰۹)

اولاد کے سامنے والدین کا اپنا نمونہ کتنا ضروری ہے اس کے متعلق حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ یوں فرماتے ہیں :۔

سب سے پہلی بات جو بچے کی تربیت کے واسطے ماں باپ کیلئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بچے کے ذہن میں کسی بدی کی نسبت یہ خیال پیدا نہ ہونے دیں کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں تا وہ اس بدی کو حقیر نہ سمجھنے لگ جائے۔ بہت سے ماں باپ جو دل سے چاہتے ہیں کہ بدی کا اثر ان کے بچوں پر نہ ہو لیکن وہ اپنا نمونہ ایسا ان کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ بچوں کی نگاہ میں وہ بدی حقیر ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے بدی کا خیال ان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً عام طور پر ماں باپ یہ چاہتے ہیں کہ بچہ جھوٹ نہ بولے لیکن خود اس کے سامنے جھوٹ بول لیتے ہیں۔۔۔"

(خطبہ جمعہ ۱۹۳۵ء ماخوذ از الازھار لذوات الخمار)

چونکہ بچے زیادہ وقت ماں کے ساتھ گذارتے ہیں اس لئے ماں کا نمونہ بچوں کیلئے نیکی اور تقویٰ اور دین کی محبت کا ہو تو اولاد میں یہ خوبیاں آجاتی ہیں اور اگر ماں کا اپنا نمونہ ٹھیک نہ ہو تو اولاد پر ماں کی نصیحتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یوں فرماتے ہیں :۔

"اچھے بچے پیدا کرنے کیلئے آپ کو اچھی مائیں بننا ہوگا۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ اچھی مائیں نہ بنیں اور اپنے بچوں کیلئے دعائیں کرتی رہیں اور دعائیں منگواتی رہیں کہ ان کو خدا اچھا بنادے۔ ایسی مائیں جو دنیا کی ہو چکی ہوتی ہیں جن کی تمنائیں دنیا کیلئے وقف ہو جاتی ہیں جن کی خواہشات دنیا کی زندگی کیلئے وقف ہو جاتی ہیں بعض دفعہ ان کے دل میں بھی دین کی محبت ہوتی ہے اور پہلی منزل پر وہ نہیں سمجھتی کہ ہمارا رخ کس طرف ہے۔ دل میں بچپن سے یہ بات داخل کی جاچکی ہے کہ دین دنیا پر غالب رہنا چاہئے چنانچہ وہ اپنے بچوں کیلئے دین ہی مانگتی ہیں اور دین کی دعائیں کرتی ہیں اور جب بھی موقعہ ملے وہ لکھتی بھی ہیں لیکن خود وہ دنیا کی ہو چکی ہوتی ہیں۔ ایسی ماؤں کے بچے بالآخر ہاتھوں سے ضرور نکل جاتے ہیں کیونکہ بچوں کے اندر خدا تعالیٰ نے یہ ذہانت رکھی ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے اصل مدعا کو پہچان لیتے ہیں۔ اگر ماں باپ ان کو کہیں کہ بھئی اچھے بنو سچے بنو، نیک بنو اور خود جھوٹ بول رہے ہوں، خود وقت ضائع کر رہے ہوں، خود خواہشات دنیا کی ہوں تو بچے خاموش بھی رہیں تو دل ان کا بتا رہا ہوگا کہ گپیں مارتے ہیں ماں باپ۔ ان کو دنیا زیادہ اچھی لگتی ہے دین نسبتاً کم اچھا لگتا ہے۔ اگر ماں باپ کے دل میں گہری دین کی محبت ہو تو وہ خاموش بھی ہوں تو ان کے بچوں پر بہت نیک اثر پڑتے ہیں۔۔ اور جب آپ ان سے پوچھیں تو وہ آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ تو ہماری ماں کا احسان ہے اس نے تو دودھ میں ہمیں اللہ کی محبت پلائی۔۔۔

(خطاب لجنہ اماء اللہ کینیڈا بمقام ٹورانٹو ۶ جولائی ۱۹۹۱)

"سب سے اچھا ورثہ جو ماں کسی بچے کو دے سکتی ہے وہ تقویٰ کا ورثہ ہے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے زائل ہونے کا خوف۔ یہ تقویٰ ہے جو مائیں اپنے بچوں کو عطا کر سکتی ہیں۔ ان چیزوں کی طرف توجہ کریں اور یہ کام بچپن میں ہونے چاہئیں۔ جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں جب بچیوں کی مثلاً عادتیں، آپ کے اس تعلق میں بچیوں کی مثال زیادہ مناسب ہے بچیوں کی نظریں بدلنے لگتی ہیں جب ان کے بالوں کے انداز، ان کے کپڑوں کے انداز، ان کی مسکراہٹیں۔ ان کی دلچسپیوں کے انداز ظاہر ہو جاتے ہیں اور آپ کو پتہ لگ جاتا ہے کہ انہوں نے اپنا رخ بدل لیا ہے اس وقت آپ اگر کچھ کریں تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ دعاؤں کے نتیجہ میں کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو سکتا ہے لیکن میں

نے یہ دیکھا ہے کہ اپنے بچوں کے حق میں دعائیں نسبتاً کم قبول ہوتی ہیں اور ایسے بچوں کے حق میں زیادہ قبول ہوتی ہیں جن کی ماؤں کی دلی تمنا ان کے نیک رکھنے کی ہوتی ہے۔ چنانچہ بہت سی ایسی بچیاں مجھے دکھائی دیتی ہے جن کو دیکھ کر مجھے محسوس ہوتا ہے خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کی اچھی تربیت نہیں ہوئی اور وجہ یہ ہے کہ ماں باپ نے بچپن سے ان کو دیکھا ہے اسی ماحول میں اسی انداز میں بڑے ہوتے ہوئے اور پرواہ نہیں کرتے بلکہ بعض ان میں سے اپنی جہالت کی وجہ سے فخر محسوس کرتے ہیں۔ بعض کا معاشی پس منظر کمزور ہوتا ہے اور علمی پسمنظر کمزور ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے ایک احساس کمتری کا شکار ہو چکے ہوتے ہیں وہ جب اپنے بچوں کو نئے نخروں کے ساتھ بلند ہوتے دیکھتے ہیں زیادہ اچھے تلفظ سے انگریزی بولتے دیکھتے ہیں اور ایسے لباس پہنتے دیکھتے ہیں جو خواب و خیال میں بھی کبھی انہوں نے نہیں دیکھے تو سمجھتے ہیں کہ یہ تو بچے بڑے زبردست بن رہے ہیں۔ بہت ماڈرن اور عظیم الشان بچے ہیں ہم لوگوں کو تو پتہ نہیں کہ کس گھورے میں پڑے رہے تھے اور یہ نہیں سمجھتے کہ

اس کے ساتھ ساتھ وہ ان کے بچے نہیں رہتے بلکہ کسی اور کے بچے بن رہے ہوتے ہیں اور جب ان کو احساس پیدا ہوتا ہے اس وقت تک وہ کسی اور کے بن چکے ہوتے ہیں اور مثال ایسی ہے جیسے احمدی ماں باپ کے گھر میں بچے پیدا ہوں ان کے اخراجات پر تعلیم حاصل کریں اور آخر جب جوان ہوں تو غیروں کے ہو چکے ہوں تو آپ یہ بچے کس کیلئے پال رہی ہیں؟ محمد مصطفیٰ ﷺ کیلئے یا شیطانی طاقتوں کیلئے اور دنیا پرستی کیلئے آپ کی تو ساری دولت ہی اولاد ہے۔ یہی تو آپ کا مستقبل ہے۔ اگر اس کی اداؤں سے آپ واقف ہی نہیں کہ یہ ادائیں کیسی ہیں اور کدھر لے جا رہی ہیں تو آپ کو پھر تربیت کا کوئی سلیقہ نہیں ہے اور تربیت کے سلیقے کیلئے سب سے زیادہ ضروری چیز لگن ہے۔۔۔ اگر آپ کے دل میں سچی لگن ہو تو ایسی ماؤں کے بچے ضائع نہیں ہو سکتے۔ ضرور اس لگن کا کہیں فقدان ہے اس کا کہیں بحران ہے اور اس کی طرف آپ کو توجہ کرنی چاہئے۔ بچپن سے ہی آپ اپنے بچوں کی عادات و اطوار پر نظر رکھیں اور جب بھی آپ دیکھیں کہ خطرے کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں تو اس وقت محنت شروع کریں اور محبت و پیار کے ساتھ ان کے اندر دین کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ بچپن کی محبت ہے جو ہمیشہ کام آتی ہے۔۔۔ آپ تہجد کے وقت اٹھیں اپنے بچوں کو پیار دیں ان کو اٹھانے کی کوشش کریں ان کیلئے دعائیں کریں۔ نماز کے وقت اگر آپ کا خاوند ست ہے تو اس کو اٹھائیں بھائی ست ہے تو اس کو اٹھائیں سب بچوں کو جگائیں اور پھر ان کو تلاوت سکھائیں اور خود بھی اچھی آواز میں تلاوت کریں اور بچوں کو بھی تلاوت کروایا کریں ۔۔۔ وہ مائیں جو تہجد کے وقت اٹھتیں ہیں۔ دعائیں کرتیں اور پھر اپنے بچوں کی تربیت کرتیں ان کو نماز کیلئے اٹھائیں ان کو نماز پڑھتے دیکھتی ہیں ان کو ان نمازیوں سے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک ملتی ہے ان کی نیکیوں سے ان کا دل اس طرح سکون سے بھر جاتا ہے کہ وہ لڑکی جو سارا دن عیش کی زندگی بسر کرنے کی تمنا میں اس کی تلاش کرتی پھرتی ہے۔ اگر وہ باہر نہ جائے تو دن رات وہ گانے سنتی رہتی ہے۔ Pop Music میں دل لگانے کی کوشش کرتی ہے۔ نئے نئے فیشن تلاش کرتی ہے۔ اس کا تو اس کے ساتھ کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں جو سکینت اس ماں کو ملتی ہے جس کا میں نے نقشہ کھینچا ہے اس سکینت سے یہ ادنی لذتوں کی تلاش کرنے والی لڑکیاں باکل عاری ہوتی ہیں۔۔۔

"اگر خاوند بیوی سے ہر وقت بدتمیزی سے بات کرتا ہے۔ اس کی عزت کا خیال نہیں کرتا اس کے ماں باپ کی عزت کا خیال نہیں۔ بات بات پر طعنے دینے لگ جاتا ہے گھٹیا باتیں کرتا ہے اس سے مطالبہ ہے کہ یہ بھی کرو وہ بھی کرو اور اس کے باوجود خوش نہیں ہو رہا تو ایسا خاوند بسا اوقات خود اپنی ماں کے پاؤں کے نیچے جنم پیدا کر رہا ہوتا ہے۔ اپنی بیوی کے پاؤں کے نیچے جنم پیدا کر رہا ہوتا ہے کیونکہ ایسی عورتیں پھر خود بد اخلاق ہونا شروع ہو جاتی ہیں وہ بھی پھر آگے سے جو ان کے بس میں آئے بات کرتی ہیں اور اگر خاوند کی موجودگی میں نہ کر سکیں تو ایسی غیر مطمئن عورتیں ہمیشہ اولاد کے کان بھرتی ہیں اور باپ کے خلاف کرتی ہیں اور جنم کا لفظ اس لئے میں نے استعمال کیا ہے کہ نفسیاتی طور پر اگر ماں اور باپ میں اختلاف ہوں تو اولاد اچھی تربیت حاصل نہیں کر سکتی۔ خصوصیت کے ساتھ اگر مرد باہر کام پر چلا جائے اور وہ ظالم ہو یا نہ ہو غالباً یہی ہوتا ہے کہ مرد زیادتی کرتا ہے تو عورتیں ایسی بگڑتی ہیں۔ بہرحال جو بھی صورت ہو اگر بیوی کی یہ عادت ہو کہ خاوند کے جانے کے بعد اپنے بچوں سے خاوند کے دکھڑے روئے اور یہ کہے کہ تمہارے ابا نے مجھ پر یہ ظلم کئے اور یہ ظلم کئے اور یہ حال ہو گیا ہے۔ میں تو دن رات جتی رہتی ہوں اور مرتی رہتی ہوں اور دیکھو وہ میرا خیال نہیں کرتا۔ وہ اپنے اوپر بچوں کو رحم دلاتی ہے نتیجتاً ایسے بچوں میں مرد کے خلاف بغاوت پیدا ہو جاتی ہے باپ کے رشتے کے خلاف بغاوت پیدا ہو جاتی ہے اور نفسیاتی الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایسے بچے باغیانہ ذہن لے کر اٹھتے ہیں اور اکثر جماعت سے تعلق توڑنے والے بچے ایسی ماؤں کے بچے ہوتے ہیں پھر ایسی مائیں بھی میں نے دیکھیں ہیں جو باپ اگر مخلص ہو اور چندے دیتا ہو اور ماؤں کے اندر خدمت دین کی لگن نہ ہو۔ وہ بھی اپنے بچوں کے کان بھرتی ہیں۔ تو جنت پیدا کرنا صرف ماؤں کا کام نہیں ہے۔ باپوں کو بھی اپنے فرائض کماحقہ ادا کرنے چاہئیں۔"

(خطاب لجنہ اماء اللہ کینیڈا ۲۱ جولائی ۱۹۹۱ء)

قرآن کریم میں گذشتہ اقوام کے حالات کا بھی ذکر ملتا ہے تاہم قرآن کریم کوئی تاریخ کی کتاب نہیں اس میں جو گذشتہ اقوام کے کردار یا کسی کے گفتار کا ذکر کیا گیا ہے تو اس میں دراصل پیشگوئی ہوتی ہے کہ امت مسلمہ بھی کسی نہ کسی رنگ میں ان حالات سے دو چار ہوگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو یہاں تک فرماتے ہیں:۔

"غرض قطعی اور یقینی اور مسلم سنت الٰہی ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کسی کتاب میں کسی قوم یا جماعت کو ایک بڑے کام سے منع کرتا ہے یا نیک کام کیلئے حکم فرماتا ہے تو اس کے علم قدیم میں یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ اس کے حکم کی مخالفت کریں گے"۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۵۔۱۴)

قرآن کریم میں زمانہ جاہلیت کے عربوں کی ایک بری خصلت کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے

"وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ O يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ O

(سورۃ النحل آیت ۶۰۔۵۹)

یعنی اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خبر مل جائے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ نہایت رنجیدہ ہوتا ہے اور جس بات کی اسے خبر دی گئی ہے اس کی مزعومہ شناعت کے باعث وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اور سوچتا ہے کہ آیا وہ اسے پیش آنے والی ذلت کے باوجود زندہ رہنے دے یا اسے کسی مٹی میں گاڑ دے۔ سنو! جو رائے وہ قائم کرتے ہیں بہت بری ہے اسی حالت کو اختصاراً سورہ الزخرف آیت ۱۸ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اب باوجود اس تنبیہ کے آپ مسلمانوں میں سے ایک طبقہ کو دیکھیں گے کہ وہ لڑکیوں کی پیدائش پر کسی قسم کی خوشی کا اظہار کرنا تو درکنار ان کے گھروں میں ماتم کا سا سماں نظر آئے گا اور لڑکی کو جنم دینے والی ماں کو مختلف قسم کے طعنوں کا نشانہ بنائیں گے اور زچگی کے ایام میں بھی اس کی وہ دیکھ بھال نہ کریں گے جو لڑکا پیدا ہونے پر وہ کرنے کا پروگرام بنائے ہوتے ہیں اور کس قدر شرمناک حقیقت ہے کہ وہ مسلمان بھی ہیں جنہوں نے اپنی رفیقہ حیات سے محض اس لئے تعلق توڑ لیا کہ یہ صرف لڑکیوں کو ہی جنم دیتی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

قرآن کریم کی مذکورہ بالا تنبیہ کے باوجود خود آنحضرت ﷺ نے امت مسلمہ کو واضح الفاظ میں لڑکیوں کی بہتر تعلیم و تربیت اور ان کی تکریم میں زیادہ خیال رکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا:۔

"مَنْ كَانَتْ لَهٗ اُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهٗ عَلَيْهَا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ" یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی لڑکی عطا کرے اور وہ اس کی تربیت کی طرف سے غافل ہو کر اسے عملاً زندہ در گور نہ کر دے اور اس کے ساتھ اکرام و احترام سے پیش آئے اور اپنی نرینہ اولاد کو اس پر ترجیح نہ دے تو ایسے شخص کو خدا تعالیٰ اس شخص کے اس نیک عمل کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا۔ چونکہ خود ہمارے معاشرے میں ایسے لوگ ہیں خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کم ہو جو بچیوں کی تربیت سے لاپرواہ ہیں اور لڑکوں کو ان پر ترجیح دیتے ہیں اس لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس خامی کو دور کرنے کی طرف اس طرح توجہ دلائی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم پاک معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کریں اور عورتوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت ایسی کریں اور خصوصاً لڑکوں کی جب وہ بڑے ہوں تو وہ اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرنے والے ہوں۔ آج کی مائیں کل کے مرد پیدا کرنے والی مائیں ہیں جیسے میں نے آپ کو بچیوں کی تربیت کی طرف متوجہ کیا ہے میں آخری پیغام آپ کو یہ دینا چاہتا ہوں۔۔۔ کہ آخری شکل میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ مرد عورت پر ظلم کر رہا ہے لیکن جب اس کے بچپن میں جا کر دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ماں نے تربیت ایسی کی ہے کہ لڑکوں کی کہ ان کو خدا بنا دیتی ہیں ان کو متکبر کر دیتی ہیں ان کے نخرے زیادہ اٹھاتی ہیں اور لڑکیوں پر ان کو فضیلت دیتی ہیں یہاں تک کہ رفتہ رفتہ ان کو پاگل بنا دیتی ہیں۔ وہ مائیں جن کی غلط تربیت بعد میں عورتوں کے سامنے آتی ہے گویا فی الحقیقت آخری شکل میں عورت عورت پر ظلم کرتی ہے۔ ہمیشہ ایسے گھر جہاں لڑکے کو خدا بنایا جا رہا ہو اور اس کو لڑکیوں پر فضیلت دی جا رہی ہو اس کے سب نخرے برداشت کئے جا رہے ہوں۔

اس کو سب چھٹیاں دی جا رہی ہوں۔ ایسے لڑکے جب بڑے ہو کر مرد بنتے ہیں تو ہمیشہ دوسری لڑکیوں کیلئے ایک مصیبت بن جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ اس کے بالکل برعکس رویہ رکھتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ لڑکوں کے مقابلہ پر لڑکیوں سے زیادہ پیار کرتے تھے اور لڑکیوں کے حقوق کی زیادہ حفاظت کرتے تھے اس وقت ہمیں سمجھ نہیں آتی تھی۔ ہم سمجھتے تھے کہ ہم پر ظلم کر رہے ہیں ۔۔۔ "اکثر مجھ سے ناراضگی اس بات پر ہوتی تھی۔ بہنیں مجھے مارتی تھیں اور میں اگر دفاع کروں یا سختی کی بات کروں تو الٹی پھر مجھے مار پڑتی تھی لیکن بعد میں سمجھ آئی کہ عورت کا احترام ہمارے دل میں پیدا کیا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ ایک نازک جنس ہے اور تم نے کبھی بھی اس ذمہ داری کو بھلانا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ جب کمزوروں کی ذمہ داریاں تمہارے سپرد کرے تو تمہیں قربانی کرنی چاہئے اور ان کے جذبات کا احساس کرنا چاہئے۔ یہ وہ پیغام ہے جو اس وقت ہمیں سمجھ نہیں آیا اور بعد میں ہمارے دل میں سرایت کر گیا ہمارے خون میں داخل ہو گیا۔ بعد میں پتہ چلا یہ کیا ہو رہا تھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ مائیں اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کریں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس کے بالکل برعکس صورت ہے اکثر گھروں میں نہ صرف یہ کہ لڑکے کی خواہش ہے۔ ماؤں کی زیادہ خواہش ہوتی ہے مردوں سے لیکن جب لڑکے پیدا ہوں بلکہ زیادہ بھی ہوں تب بھی ان کو سر پر چڑھا کر رکھتی ہیں اور بچیوں کی عزت نہیں اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہی مرد ظالم بن جاتے ہیں اور بڑے ہو کر پھر عورتوں پر ظلم کرتے ہیں اور کس طرح ایک نسل کا دوسری نسل پر برا اثر پڑتا ہے اور دوسری کا تیسری نسل پر برا اثر پڑتا ہے۔ پس اگر آپ نے اپنے اوپر رحم کرنا ہے تو اپنے لڑکوں کی تربیت صحیح کریں اور عورت کے حقوق ان کو بچپن سے بتائیں اور اپنی بہنوں کی عزت کرنا ان کو سکھائیں اور نگران رہیں اس بات پر کہ ان سے وہ سخت کلامی بھی نہ کریں۔ اگر ایسے لڑکے آپ پیدا کریں گی اور ایسے لڑکے پروان چڑھائیں گی تو میں یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا احسان آئندہ نسلوں پر بڑا بھاری ہوگا۔ نسلاً بعد نسل احمدی بچیوں کو اچھے خاوند عطا ہوتے رہیں گے۔ نیک دل، محبت کرنے والے، خیال رکھنے والے

قربانی کرنے والے، ایسے خاوند عطا ہوتے رہیں گے جیسا خاوند ہم نے آنحضرت ﷺ کی صورت میں دیکھا"۔

(خطاب لجنہ اماء اللہ کینیڈا بمقام ٹورنٹو مورخہ ۶ جولائی ۱۹۹۱ء)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جہاں صالح اولاد کیلئے دعائیں جاری رکھیں وہاں انہوں نے اپنی اولاد کو خداتعالیٰ کی کامل فرمانبرداری تادم آخر اختیار کرنے کی تاکید کی جیسا کہ قرآن کریم میں ذکر ہے۔

"وَوَصّٰى بِهَا اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ"

(سورہ بقرہ آیت ۱۳۳)

یعنی اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اور اسی طرح یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو اس بات کی تاکید کی اور کہا کہ اے میرے بیٹو! اللہ نے یقیناً اس دین کو تمہارے لئے چن لیا ہے پس ہرگز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم اللہ کے پورے فرمانبردار ہو۔

چنانچہ اسی سنت ابراہیمی کی اقتدا میں ہمارے زمانہ کے ابراہیم ثانیؑ کے حسن و احسان میں نظیر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جماعت احمدیہ کو اپنی اولادوں بلکہ نسلوں کی تربیت کی طرف ان دو اقتباسات میں تاکید فرمائی ہے:۔

"قوموں کی تباہی کا باعث ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ ترقی کیلئے تو کوشش کرتی ہیں مگر اس کو قائم رکھنے کیلئے کوشش نہیں کرتیں۔ اپنے تقویٰ کا خیال رکھتی ہیں مگر اولاد کے اخلاق کی طرف پوری توجہ نہیں کرتیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا نیکی کا معیار گرنے لگتا ہے حتی کہ آخر میں لفظ رہ جاتے ہیں اور حقیقت مفقود ہو جاتی ہے اور چونکہ یہ تغیر کئی نسلوں میں ہوتا ہے اس کا احساس بھی پیدا نہیں ہوتا اور آخر قوم تباہی کے گڑھے میں گر جاتی ہے۔ پس اس جملہ میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اب ہم دیکھیں گے کہ تم اپنی خلافت کو کتنی دیر تک قائم رکھتے ہو"۔

"اگر مسلمان اس بے مثل نکتہ کا خیال رکھتے تو آج ان کا یہ حال نہ ہوتا۔ انہوں نے ایک وقت اپنی اولادوں کی تربیت کے فرض سے کوتاہی کی اور ان کی ناجائز محبت ان پر غالب آگئی یا انہوں نے شادیوں میں احتیاط سے کام نہ لیا اور ایسی عورتوں کو اپنے گھروں میں لائے جو اسلامی تربیت کی قابلیت نہیں رکھتی تھیں اور وہ عظیم الشان عمارت جو صحابہ رسول کریم ﷺ کے ہاتھوں تیار ہوئی تھی اپنی بنیادوں پر گر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگر آگے ہی کو وہ قوم جسے خداتعالیٰ نے اسلام کی ترقی کیلئے چنا ہے اس امر کا خیال رکھے تو انشاء اللہ دنیا میں ایک زبردست تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے بھی اس فرض کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے۔ "کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ" تم میں سے ہر ایک شخص علاوہ اپنی ذات کی ذمہ داری کے بعض دوسرے وجودوں کا بھی ذمہ دار ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے صرف یہی نہیں پوچھے گا کہ تم نے کیا عمل کئے بلکہ یہ بھی پوچھے گا کہ جن کی ذمہ داریاں تمہارے سر پر تھیں انہیں تم نے کس قابل بنایا۔ پس خالی اپنے نفس کی طہارت انسان کے کام نہیں آسکتی"۔ (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۴۲ زیر آیت ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ" سورہ یونس آیت ۱۵) ☆

امن وسلامتی کے پیکر

سید نعیم احمد مبلغ سلسلہ

آغاز اسلام میں کفار مسلمانوں کو بے انتہا اذیتیں پہنچاتے تھے۔ اُس وقت مسلمانوں کا خون نہایت بے دردی اور لاپرواہی سے بہایا جا رہا تھا۔ ماؤں کے لخت جگر مولی گاجر کی طرح کاٹے جاتے تھے ہر طرف نوحہ غم کی جگر دوز آہوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ستم یہ تھا کہ انہیں مکہ سے دوسری جگہ جانے بھی نہیں دیا جاتا تھا۔ لیکن ایسے حالات میں بھی مسلمان خاموشی سے کفار کے ظلم و ستم کو برداشت کر رہے تھے لیکن جب یہ مظالم اپنی تمام حدود کو پار کر گئے تو خدا کے اذن کے ماتحت مسلمان اپنے بچاؤ کیلئے جنگ کرنے پر مجبور ہوئے۔

جب آپؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو سب سے پہلا کام یہی کیا کہ کفار مدینہ اور گردو نواح کی یہودی اقوام کے ساتھ معاہدہ کر لیا اس معاہدہ کی رو سے ہر ایک کو مذہبی آزادی حاصل تھی۔ اور یہ بھی شرط تھی کہ امن سے زندگی بسر کریں اور ایک دوسرے کیلئے اچھے پڑوسی بن کر رہیں آنحضرت ﷺ امن کے اس قدر متلاشی تھے کہ آپ نے دشمن اسلام کو راضی کرنے کیلئے ان سے ناطہ رشتہ کرنے کی بھی کوشش کی اور اس طرح بنی مصطلق جن کو آنحضرتؐ نے شکست دی تھی کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آنحضرتؐ سے عقد ہوا۔ تو مسلمانوں نے بنی مصطلق کو اپنے رشتہ دار سمجھ کر اُن کے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اور اس بات کا اُن پر ایسا اثر ہوا کہ سب کے سب بطیب خاطر مسلمان ہو گئے۔ اس طرح وہ قوم جو پہلے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت دشمن تھی۔ اب گہری دوست اور جانثار بن گئی۔ (ابن ہشام)

اسیران جنگ بدر جو ہر طرح قتل اور سزا کے مستحق تھے آپ نے اُن کی بابت حکم دیا کہ آرام سے رکھے جائیں۔ اور اُن کے ساتھ یہاں تک سلوک ہوا کہ مسلمانوں نے خود خشک کھجوروں پر گزارہ کیا اور انہیں گندم کی روٹی کھلائی۔ خود پیدل چلے اور انہیں سوار کیا خود پیاسے رہے اور انہیں پانی پلایا۔

یہودیوں نے کبھی عداوت اور تکلیف دہی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا تھا مگر ہمارے نبی کو دیکھئے کہ جب یہودیوں کا جنازہ گزرتا ہے تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آنحضرتؐ جب کوئی فوجی دستہ روانہ فرماتے تو اسے یہ نصیحت فرماتے تھے اے مسلمانو!۔ اللہ کا نام لے کر نکلو۔ دین کی حفاظت کی نیت سے جہاد کرو۔ مال غنیمت میں بد دیانتی نہ کرنا اور نہ کسی قوم کو دھوکہ دینا۔ نہ دشمن کے مقتولوں کا مثلہ کرنا۔ بچوں عورتوں اور مذہبی عبادت گاہوں کے لوگوں کو قتل نہ کرنا اور ملک میں اصلاح کرنا۔ لوگوں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (مسلم)

آنحضرت ﷺ صرف نصیحت ہی نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ نے اس پر خود عمل کر کے بھی دکھلایا تھا۔ چنانچہ نجران کے عیسائیوں سے جو معاہدہ ہوا اُس میں یہ شرائط بھی تھیں کہ نہ اُن کے گرجے ڈھائے جائیں گے نہ اُن کے پادری نکالے جائیں گے اور نہ اُن کو اُن کے مذہب سے برگشتہ کیا جائے گا۔

پھر محاصرہ مدینہ کے بعد کا برس تو امن کے معاہدوں کیلئے خاص شہرت رکھتا ہے کیونکہ اسی سال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ اور مکہ کے درمیان رہنے والی بہت سی اقوام کے ساتھ دوستانہ عہدنامے کئے تھے۔

ان معاہدات سے صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرتؐ طبعاً امن کے خواہاں تھے۔ آپ کو جہاں کہیں لڑنا پڑا وہ مجبوراً اور آپ کی رحیم کریم طبیعت کے خلاف تھا۔ ہر ایک عقل مند آدمی اس بات کو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کی اشاعت کیلئے جنگ کی نسبت امن زیادہ موزوں تھا۔

اب سنہ ہجری کا چھٹا سال ہو گیا تھا مگر اس عرصہ دراز میں قریش کی دشمنی کے باعث مہاجرین کو نہ تو اپنا وطن عزیز دیکھنا ملا اور نہ سالانہ حج کر سکے اور اگرچہ قریش مجاز نہ تھے کہ کسی شخص کو خواہ وہ اُن کا دشمن ہی کیوں نہ ہو حج سے باز رکھ سکیں تاہم لات ومناۃ کے پجاریوں نے خدائے واحد کے ماننے والے مسلمانوں کو اس قاعدے سے بھی مستثنیٰ کر دیا اور بیت الحرام کی مقدس و مبارک چار دیواری کے طواف سے اُن کو محروم رکھا۔ مکہ ہجرت کر جانے کے چھ سال بعد حضرت نبی اکرم ﷺ نے رؤیا میں دیکھا کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ امن وامان سے حج کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ آپؐ نے یہ رؤیا اپنے صحابہؓ کو سنا دی اور اُن میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ اگر یہ رؤیا کل پوری ہونے والی ہے تو آج ہی پوری ہو جائے۔

اب ذوالقعدہ کا مقدس مہینہ آنے والا تھا او رعرب کے رواج کے مطابق اس ماہ کے اندر ملک بھر میں عموماً اور حدود حرم میں خصوصاً جنگ و جدل کی قطعی ممانعت تھی۔ علاوہ ازیں دشمن اقوام کے ساتھ مٹھ بھیڑ ہو جانے کا اس ماہ میں چنداں اندیشہ نہیں تھا۔ البتہ اگر زیادہ خوف ہو سکتا تھا۔ تو آئندہ مہینہ میں حج کے موقعہ پر تھا۔

پس ان امن پسند ارادوں کے ساتھ آنحضرت پندرہ سو صحابہؓ کو ہمراہ لیکر عمرہ کرنے کیلئے مکہ کی طرف روانہ ہوئے سب نے احرام باندھا ہوا تھا اور حضرت نبی اکرمؐ ابھی زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ آپ کو اطلاع ملی کہ قریش مدینہ کی سڑک پر ڈیرے ڈالے پڑے ہیں۔ اور مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہوتا دیکھنے کی بجائے مرنا پسند کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ وہ درندوں کی طرح لڑیں گے اور جب تک دم ہے منہ نہیں پھیریں گے۔

آنحضرتؐ نے اپنے جانثار صحابہ سے مشورہ کیا تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم تو عمرہ کرنے کیلئے آئے ہیں۔ نہ کہ کسی سے لڑنے کیلئے ہاں اگر کوئی ہم کو زیارت کعبہ سے روکے گا۔ تو ہم بھی اُن سے لڑیں گے۔

آنحضرتؐ نے اپنے امن پسند ارادوں کے اظہار

(باقی کالم ۱-۲ پر)

بقیہ کالم (۴)

کیلئے اپنے خاص سفیر کو اہل قریش کے پاس بھیجا۔ ظالم قریش نے اس پیام امن کا جواب یہ دیا کہ اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ اور سفیر کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے اور قریب تھا کہ اُسے شہید بھی کر دیتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اُسے بچا لیا قریش کی اس ظالمانہ حرکت کے باوجود آپ نے دوبارہ حضرت عثمانؓ کو ایلچی بنا کر اُن کے پاس بھیجا۔

حضرت عثمانؓ نے براہ راست اُن سے کہا کہ ہم تو زیارت کعبہ اور اُس کی تعظیم و تکریم کرنے کیلئے آئے ہیں اور ہمارے ساتھ قربانی کے جانور بھی ہیں۔ اُن کو قربان کر کے ہم امن و خوشی سے روانہ ہو جائیں گے۔

اس دوسرے پیام کا جواب بھی قریش کی طرف سے یہی ملا کہ ہم نے تو محمد (صلعم) کو کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہونے سے روکنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔

قریش کے سفیروں میں نواح مکہ کا ایک بدو سردار بھی تھا۔ اُس کو بھی دوسرے سفیروں کی طرح مسلمانوں کے امن پسند ارادوں اور صدق و صفا کا کامل یقین ہو گیا۔ اور اس بدوی سردار سے کہنے لگے کہ "تم اُس وقت تک انتظار کرو جب تک ہم محمدؐ سے مناسب عہد و پیام کر لیں"۔

حضرت نبی کریمؐ تو پہلے ہی صلح صفائی کے ارادوں سے آئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ ہی کے ارادہ کو پورا کرنے کی خاطر قریش کو صلح تجویز کرنے پر مجبور کیا تھا۔ آپؐ نے تمام شرائط کو تسلیم کر لیا۔ جو قریش کے قائمقام نے حضورؐ کے سامنے پیش کیں۔

پھر رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ کو عہدنامہ لکھنے کا ارشاد فرمایا ابھی حضورؐ نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھایا تھا کہ سہیل بول اُٹھا کہ ٹھہرو اللہ کا نام تو ہم جانتے ہیں مگر اُن نئے ناموں یعنی رحمٰن۔ رحیم سے نا آشنا ہیں۔ آپ اسی طرح کہیں جس طرح ہم ہمیشہ سے کہتے ہیں یعنی "باسمک اللّٰھم" حضرت نبی اکرمؐ نے اس بات کو مان لیا اور فرمایا اچھا اسی طرح سہی اور پھر لکھنا شروع کیا "باسمک اللّٰھم" یہ شرائط صلح مابین محمد رسول اللہ ﷺ اور ۔۔۔۔ اب یہاں پر سہیل نے پھر روک دیا اور کہا اگر ہم تمہارے دعویٰ رسالت کو تسلیم کر لیتے تو پھر تم کو کعبہ سے کیوں روکتے۔ اور تم سے لڑائی کیوں کرتے آپ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھئے اور بس اس عہدنامہ کی شرائط پر آنحضرتؐ کے صحابہؓ کو کمال درجہ کا رنج ہوا۔ کیونکہ اُن کے نزدیک ایسی شرائط قرار پانا پرلے درجہ کی ہتک تھی۔

قارئین! ہمارے آقا ﷺ کو دیکھئے کہ کس قدر امن کے خواہاں ہیں کہ محض صلح کرنے کی خاطر اس امر کی بھی پرواہ نہیں کی کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم ناراض ہوتے ہیں۔ اور جب دشمن صلح کی

(باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol - 47 3rd September 98 Issue No : 36

☎ (091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105

بھارت کی جماعتوں میں جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۲ ربیع الاول کو نیز اپنی سہولت کے مطابق دوسری تاریخوں میں بھی بھارت کی جماعتوں نے جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شاندار طریق پر منعقد کئے جس میں آپؐ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلو بیان کرتے ہوئے آپکی شان میں نعتیں پڑھی گئیں۔ دعا کے ساتھ اجلاسات اختتام پذیر ہوئے۔ جلسوں کی مختصر رپورٹیں ہدیہ قارئین ہیں۔ ادارہ۔

قادیان۔ ۷ جولائی پونے ۹ بجے مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت محترم حکیم بدر الدین صاحب عامل جلسہ ہوا شمس الحق صاحب متعلم مدرسۃ المعلمین کی تلاوت اور مکرم سفیر احمد صاحب شمیم کی نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی زین الدین صاحب حامد۔ مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب۔ مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے تقریر کی۔ دوران جلسہ مکرم محبوب احمد صاحب امروہی نے نظم پڑھی صدارتی خطاب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

گڑپدا:۔ ۷ر جولائی کو بعد نماز مغرب وعشاء خاکسار کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ تلاوت کے بعد مکرم امتیاز احمد خان صاحب نے نظم سنائی اور مکرم ظہور دین صاحب صدر جماعت گڑپدا۔ خاکسار نے تقریر کی۔ غیر احمدی دوست بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔ جلسہ کے بعد ۷ غیر احمدی دوستوں نے بیعت کی۔

(شیخ عبد اللہ مسلم معلم وقف جدید)

لکھنؤ:۔ ۸ جولائی کو احمدیہ مسجد میں خاکسار کی صدارت میں بڑے جوش وخروش سے شبینہ اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں نو مبائعین کثرت سے شامل ہوئے۔ پورے مشن میں لائٹنگ کی گئی مکرم شیر محمد صاحب کی تلاوت کے بعد مکرم واحد علی صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھی اور خاکسار نے تقریر کی۔ جلسہ کے معابعد اطفال کا دلچسپ انعامی مقابلہ کوئز ہوا۔ آخر پر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

کینانور:۔ جماعت احمدیہ کینانور سٹی کے زیر اہتمام مقامی چیمبر ہال میں زیر صدارت محترم این عبد الرحیم صاحب صدر جماعت احمدیہ ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم پی ریاض احمد صاحب کی تلاوت کے بعد مکرم صدر جلسہ نے غرض وغایت بیان کی۔ بعد ازاں میونسپل کمیٹی کے صدر پی پی لکشمن صاحب۔ مکرم ایم عبد الرحمٰن صاحب خاکسار۔ اس علاقہ کے بہت بڑے سکالر جناب ایم پی بال کرشن۔ مکرم ای طاہر صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ کینانور سٹی نے تقریر کی۔ چیمبر ہال احباب ومستورات سے پر تھا۔

(محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

کالیکٹ:۔ ۱۶ اگست کو جماعت احمدیہ کالیکٹ نے محترم اے پی کنجا مو صاحب امیر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت ایک جلسہ نہایت وسیع پیمانہ پر منعقد کیا۔ مکرم ایس محمد سلیم صاحب کی تلاوت اور مکرم احمد سعید صاحب کی نظم خوانی کے بعد محترم امیر صاحب نے جلسہ کا پسمنظر اور غرض وغایت بیان کی۔ بعدہ محترم اے پی ابوٹی صاحب خاکسار۔ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب۔ مکرم مولانا محمد ابو الوفاء صاحب نے تقریر کی۔ احباب ومستورات اسی طرح نو مبائعین بھی کثرت سے شریک ہوئے۔

(محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

بنگلور:۔ ۱۱ر جولائی کو محترم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلور کی زیر صدارت بعد نماز عصر جلسہ ہوا۔ مکرم محمد حشمت اللہ صاحب نے تلاوت کی مکرم شمس الدین صاحب فاضل نے نظم خوش الحانی سے سنائی۔ بعدہ مکرم محمد عظمت اللہ صاحب قریشی خاکسار مکرم قریشی عبد الحکیم صاحب عزیز قریشی حمید الرحمٰن مکرم بی ایم نثار احمد صاحب نے تقریر کی آخر میں صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔

(مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ)

بنارس:۔ ۱۲ر جولائی کو احمدیہ مسجد میں زیر صدارت مکرم محمد حنیف صاحب صدر جماعت احمدیہ جلسہ ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد عزیز جمال انور صاحب۔ خاکسار مکرم حنیف صاحب نے تقریر کی۔ آخر پر شیرینی تقسیم کی گئی۔

خانپور ملکی:۔ ۸ جولائی کو مسجد احمدیہ خانپور ملکی میں زیر صدارت مکرم شہادت حسین صاحب جلسہ ہوا۔ مکرم مولوی برکات احمد صاحب نے تلاوت کی۔ اور مکرم مولوی شبیر احمد صاحب نے خوش الحانی سے نظم سنائی۔ بعدہ خاکسار عزیز مبشر عالم راجا مکرم مولوی شبیر احمد صاحب نے تقریر کی دوران جلسہ مکرم سید لقمان احمد مشہود۔ مکرم ارشاد احمد صاحب مکرم مبین احمد صاحب نے نظم پڑھی۔ آخر پر صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ مائیک کی مدد سے غازی پور میں بھی جلسہ کی کارروائی سنی گئی۔

(کنور عصمت علی خان مبلغ سلسلہ)

پالاکرتی: ۸ جولائی کو احمدیہ مسجد میں زیر صدارت مکرم عباس علی صاحب شمس جلسہ ہوا۔ تلاوت عزیز محمد ایوب خان نے کی جبکہ نظم عزیز شبیر احمد نے ترنم سے پڑھی۔ بعدہ مکرم محمد معشوق صاحب مکرم شبیر احمد صاحب اور خاکسار نے تقریر کی اور دوران جلسہ عزیزہ امۃ القدوس واجدہ نے خوش الحانی سے نظم سنائی۔ جلسہ دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ ۴۰ سے زائد مرد وخواتین نے شرکت کی۔

(سید رسول نیاز نائب نگران اعلیٰ آندھرا پردیش)

بقیہ صفحہ : 11

تجویز پیش کرتا ہے تو محض صلح کی خاطر اُس کی ایک پیش کردہ شرط کو قبول کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ شرائط بظاہر اپنے اندر ایک ہتک کا رنگ رکھتی ہیں حتی کہ صحابہؓ بھی ابتلاء میں آگئے۔ ایسی صلح کا دن اُن کیلئے ماتم کا دن تھا۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے آنحضرتؐ نے صلح ہی کرلی اس صلح کا اثر نہ صرف مکہ میں پھیلا بلکہ ہر جگہ اُس کے عمدہ نتائج کا ظہور ہوتا رہا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عرب کی جس قوم نے اسلام سے جنگ وجدل بند کر کے مسلمانوں کے ساتھ صلح کا عہد نامہ کر لیا آخر کار وہی اسلام کی عالمگیر اخوت میں جذب ہو گئی۔

تو خطرناک حالت بدل گئی اور اُس کی جگہ صلح نے لے لی۔ عداوت وبغض کی جگہ امن ومحبت کا قیام ہو گیا۔ جو خون کے پیاسے تھے وہ باہم شیر وشکر ہو گئے

ولادت

عزیزم مکرم محمد فضل اللہ صاحب عابد متوطن حیدر آباد (آندھرا) حال مقیم سعودی عرب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک بچی عزیزہ سلمانہ کنول سلمہا اللہ کے بعد مورخہ 19.6.98 کو بیٹا عطا فرمایا ہے، جس کا نام سیدنا حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت "نعمان احمد فضل" تجویز فرمایا ہے۔ نو مولود مکرم محمد عبد الرشید صاحب دیودرگی حیدر آباد کا پوتا اور مکرم خورشید احمد صاحب انور نائب ناظر بیت المال آمد قادیان کا نواسہ ہے۔ قارئین سے دونوں بچوں کے نیک صالح وخادم دین ہونے اور درازی عمر بلندی اقبال کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر یک صد روپیہ۔

(ایڈیٹر)

5ویں سالانہ کانفرنس جماعت احمدیہ صوبہ دہلی منعقدہ 20ر ستمبر 98 بروز اتوار

جماعت احمدیہ صوبہ دہلی کی پانچویں سالانہ کانفرنس اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۲۰ر ستمبر ۹۸ بروز اتوار "ماولنکر آڈیٹوریم" میں صبح ۱۰ بجے منعقد ہو رہی ہے۔ جملہ احباب کو اس روحانی اور علمی کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے۔ متلاشیان حق کیلئے یہ سنہری موقعہ ہے کہ وہ اس میں شامل ہو کر استفادہ کریں۔ باہر سے آنے والے دوستوں کو ۱۹ر ستمبر کی شام تک احمدیہ مسلم تبلیغی مرکز ۵۳ انسٹی ٹیوشنل ایریا تغلق آباد نئی دہلی ۶۲ میں پہنچ جانا ضروری ہے۔ قیام وطعام کا انتظام جماعت دہلی کی طرف سے کیا گیا ہے۔ مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں۔

53.Institutional Area
Tughlakabad. New Delhi -110062
Tel : 011-6980694 Fax : 011-6989055

دعاؤں کے طالب:
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS

✆ : CITY SHOWROOM: 27-2185/26-9893 WAREHOUSE: 343- 4006/4137 RESIDENCE: 26-2096/4696/27-8749 FAX: 91-33-27-1027